هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

شرح چندہ پیشگی

سرپرستان۔ معاونین۔ عام۔ طلباء۔ مستثنیٰ

عہ ؍ ۔ ؍ ۔ عمر ؍ ۔ للعہ ؍ ۔ عہ ؍

انڈیا سے باہر سات روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۴۸

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور ناساز ہے۔ احباب اس بابرکت وجود کی صحت و زندگی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں

(۳) مکرمی میر محمد اسحاق صاحب خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گئے ہیں۔ اور چلنے پھرنے لگ گئے ہیں۔

(۴) جلسہ پر آنے والے دور دراز کے مہمان ہر روز آ رہے ہیں۔ رونق بڑھ رہی ہے۔ جلسہ گاہ تیار ہو رہا ہے۔ جو بہت وسیع کیا گیا ہے۔

(۵) آج ۲۱ دسمبر کو پچھلی رات کسی قدر بارش ہو گئی ہے۔ جس سے موسم میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہو گئی ہے گو سردی کسی قدر زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ مگر صحت کے لحاظ سے بارش کا جلسہ سے قبل ہو جانا مفید ہے فللّٰہ الحمد

> **نوٹ کریں**
>
> ۲۸ دسمبر ۳۸ء کا فاروق بوجہ مصروفیت جلسہ شائع نہیں ہوگا۔ یہ سال رواں کا آخری پرچہ ہے۔ اب ۷ جنوری ۳۹ء کو انشاء اللہ پرچہ نکلیگا

(۶) جن خریداروں کے ذمہ فاروق کا چندہ کسی قدر باقی ہے۔ وہ جلسہ سالانہ پر عطا کر دیں۔ ورنہ شروع سال ۳۹ء سے ان کے نام پرچہ نہیں ارسال ہوگا۔ مطلع رہیں

دس ہمدردوں کی ضرورت

فاروق کی برادری میں سے دس ایسے مستعد اور فاروق کے دلی خیر خواہوں کی جلسہ سالانہ پر ضرورت ہے جو پوری کوشش سے فاروق کے لئے کم از کم بیس بیس خریدار جلسہ کے بیس ہزار مجمع میں سے بنا کر ثواب حاصل کریں۔ چونکہ فاروق کا چندہ سالانہ ۱۹۳۹ء سے بجائے پانچ روپیہ کے صرف تین روپیہ اور ششماہی ایک روپیہ بارہ آنہ اور سہ ماہی ایک روپیہ کر دیا ہے۔ اسلئے یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ کہ آپ فاروق کے واسطے بیس بیس خریدار نہ بنا سکیں۔ اس ہمدردی کا آپ کو اجر عظیم ملے گا۔ اور ساتھ ہی ایسے دوستوں کو جو بیس بیس خریدار بنا دیں۔ فاروق ان کے نام مفت اس کے معاوضہ میں جاری کر دیا جائیگا۔ پس جو دوست اس خدمت سلسلہ کے واسطے تیار ہوں۔ وہ مجھے اطلاع دیں۔ اور قادیان پہنچتے ہی دفتر فاروق میں مجھ سے مل کر تقسیم کرنے کے لئے اشتہارات لے لیں۔ جو ترقی اشاعت فاروق کے واسطے میں نے چھپوائے ہیں۔ اور یہ کام وہ تقریروں کے سننے سے فارغ ہو کر رات کے وقت اور جلسہ شروع ہونے سے قبل جسقدر وقت ہو۔ اسمیں کر سکتے ہیں۔ کام تو آسان ہے۔ مگر ثواب بڑا ہوگا۔ اور شکریہ اس پر زائد۔ اور اخبار مفت۔ امید ہے کہ یہ درخواست قبول کی جائیگی۔

(خاکسار ایڈیٹر فاروق قادیان دارالفضل)

جلسہ سالانہ قادیان کیلئے زائد گاڑیاں

حسب سابق اس دفعہ بھی ۲۵ دسمبر ۳۸ء سے جلسہ سالانہ پر آمد و رفت کے لئے افسران ریلوے نے مندرجہ ذیل اوقات میں زائد گاڑیاں چلانے کا انتظام کیا ہے۔

۲۵ دسمبر کو پہلی گاڑی بعد دوپہر بٹالہ سے قادیان کے لئے۔ بٹالہ سے ۲ بجے پہلی زائد گاڑی چل کر ڈھائی بجے بعد دوپہر قادیان پہنچیگی۔

دوسری گاڑی بعد دوپہر امرتسر سے قادیان کے لئے۔ امرتسر سے تین بجے چل کر ویرکا ۱۰ منٹ ٹھہر کر ۴ بجے بٹالہ پہنچیگی۔ بٹالہ سے ۴ بجکر ۷ منٹ پر چل کر ۴ بجکر ۳۸ منٹ پر شام کو قادیان پہنچیگی۔

تیسری گاڑی رات کو لاہور سے قادیان کیلئے لاہور سے ۷ بجے بعد مغرب چل کر ۳ منٹ مغلپورہ ٹھہر کر ۸ بجکر ۱۲ منٹ پر امرتسر پہنچے گی۔ امرتسر سے ۸ ½ بجے چل کر ۱۰ منٹ ویرکا ٹھہر کر ۹ بجکر ۲۱ منٹ پر بٹالہ پہنچیگی۔ بٹالہ دس منٹ ٹھہر کر ۱۰ بجے رات کے قادیان پہنچے گی۔

۲۶ دسمبر کو پہلی گاڑی رات کو بٹالہ سے قادیان کیلئے۔ بٹالہ سے رات کو ۱۲ بجکر ۵۴ منٹ پر چل کر سوا بجے قادیان پہنچیگی۔

دوسری گاڑی بعد دوپہر بٹالہ سے قادیان کے لئے۔ بٹالہ سے ۲ بجے دن کے چل کر ڈھائی بجے قادیان پہنچیگی۔

۲۹ دسمبر ۳۸ء سے واپسی کیلئے زائد گاڑیاں

پہلی گاڑی بوقت صبح قادیان سے امرتسر تک قادیان سے ۷ بجکر ۲۴ منٹ پر صبح کو چل کر راستے میں بٹالہ جینتی پورہ ویرکا ٹھیرتی ہوئی ۹ بجکر ۲۲ منٹ پر قبل دوپہر امرتسر پہنچیگی۔

دوسری گاڑی قبل دوپہر قادیان سے لاہور تک قادیان سے ۱۰ بجکر ۴۸ منٹ پر چل کر راستے میں بٹالہ ویرکا۔ امرتسر۔ مغلپورہ ٹھیرتی ہوئی ایک بجکر ۴۶ منٹ پر بعد دوپہر لاہور پہنچیگی۔

تیسری گاڑی بعد دوپہر قادیان سے لاہور تک قادیان سے ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر چل کر بٹالہ۔ ویرکا امرتسر۔ مغلپورہ ٹھیرتی ہوئی ۵ بجکر ۲۰ منٹ پر شام کو لاہور پہنچیگی۔

۳۰ دسمبر کو بوقت صبح قادیان سے لاہور تک قادیان سے ۷ بجکر ۲۴ منٹ صبح کو چل کر بٹالہ جینتی پورہ ویرکا۔ امرتسر۔ مغلپورہ ٹھیرتی ہوئی ۱۰ بجکر ۲۴ منٹ پر قبل دوپہر لاہور پہنچیگی۔

نوٹ:۔ یہ زائد گاڑیاں ان گاڑیوں سے علاوہ ہیں۔ جو روزانہ چار گاڑیاں قادیان آتی اور جاتی ہیں۔

رعایتی کرایہ کا واپسی ٹکٹ

این۔ ڈبلیو۔ آر ریلوے کیلئے ۳۱ دسمبر ۳۸ء تک واپسی ٹکٹ رعایتی حسب تفصیل ذیل کرایہ پر ہر اسٹیشن سے ملینگے بشرطیکہ ریل کا ایک طرف کا سفر ۱۰۰ میل سے زائد ہو۔ یا ایک سو ایک میل کا کرایہ ادا کیا جائے اور یہ واپسی ٹکٹ ۱۶ جنوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

جلسہ سالانہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ سے ملاقات کے متعلق ہدایات

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سب احباب جماعت کی قدرتاً خواہش ہوتی ہے۔ کہ ان کو جلد سے جلد اپنے پیارے محبوب اور پیارے آقا سے ملاقات کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے لیکن ایسے اجتماع کے موقعہ پر سب جماعتوں کو بحصہ رسدی ہی وقت مل سکتا ہے۔ اور وہ بھی اسی صورت میں جبکہ جماعتیں ملاقات کے لئے مقرر کردہ نظام کی پابندی فرمائیں۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ مندرجہ ذیل امور کو اس سلسلہ میں خصوصیت سے مدنظر رکھیں۔

(۱) منتظمین جماعتہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ اپنی تمام جماعت کے قادیان پہنچ جانے پر اپنے اپنے کمروں کے معاونین سے فارم ملاقات حاصل کرکے خانہ پری کرنے کے بعد دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں جلد سے جلد بھجوا دیں۔ فارم پُر کرتے وقت اپنا ضلع ضرور تحریر فرمائیں۔ تا تقسیم اوقات میں آسانی رہے۔

(۲) جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ فارمہائے ملاقات صرف جماعت کے عہدہ داران امراء یا سکرٹری صاحبان ہی پُر فرمائیں۔ تا غیر ذمہ وار آدمی کے پُر کرنے سے کسی قسم کی غلطی واقع نہ ہو۔ (۳) جس وقت تمام جماعت کے افراد دارالامان پہنچ جائیں۔ اسی وقت فارم پُر کرکے دفتر میں دیا جائے۔ پہلے نہیں۔ تاکہ بعد میں ملاقات کا وقت مقرر ہونے پر دقت نہ ہو۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ باوجود فارم ملاقات پر اس امر کے اندراج کے کہ اس وقت فارم پُر کیا جائے۔ جبکہ جماعت کے تمام افراد قادیان پہنچ جائیں۔ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی فارم پُر کرکے دے دیا جاتا ہے۔ (۴) تجربہ سے دیکھا گیا ہے۔ کہ بیرون پنجاب کی جماعتیں اکثر جلسہ سالانہ کے شروع ہونے سے ایک دن پیشتر دارالامان پہنچ جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے امید کی جاتی ہے۔ کہ مذکورہ جماعتیں اس دفعہ ۲۵؍ دسمبر کی شام کو پہنچ جائیں گی۔ چونکہ ۲۶؍ دسمبر کی صبح کا وقت اطمینان کے ساتھ ملاقات کے لئے موزوں اور کافی ہوتا ہے۔ اسلئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس مرتبہ بیرون پنجاب کی جماعتوں کو کافی وقت دیکر اطمینان کے ساتھ ملاقات کرائی جائے۔ جماعتہائے متذکرہ میں سے کوئی جماعت کسی وجہ سے ۲۵؍ دسمبر کی شام کو قادیان نہ پہنچ سکتی ہو۔ تو براہ کرم ایک چٹھی کے ذریعہ سے دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ تاکہ اس کے مطابق پروگرام بنایا جائے۔ اطلاع نہ دینے کی صورت میں وقت کی ذمہ واری جماعت پر ہوگی۔ اور دفتر ان کی امداد سے معذور ہوگا۔ (۵) عہدیداران جماعتہائے احمدیہ اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں۔ کہ جو وقت ان کی ملاقات کے لئے مقرر ہو۔ اسکی خاص طور پر پابندی کی جائے۔ وقت کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے جہاں منتظمین کو دقت ہوتی اور انتظار کرنے والی جماعتوں کو بھی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہاں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیش قیمت وقت ضائع ہوتا ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ عہدیداران جماعت اپنی اپنی جماعتوں کی خصوصیت سے اس بارہ میں تربیت فرمائیں گے۔

(پرائیویٹ سکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

لڑکے لڑکیوں کے رشتہ کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اشد ضروری ارشاد

نظارت تعلیم و تربیت کو مختلف رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جماعت میں ایسے دوست بھی پائے جاتے ہیں۔ جو اپنا خیالی معیار پورا نہ ہونے کی وجہ سے لڑکیوں کے رشتے باوجود ان کی کافی سے زیادہ عمر ہو جانے کے نہیں کرتے۔ جو لڑکیوں پر ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور قباحت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ احباب جماعت کا فرض ہے۔ کہ پیش آمدہ خطرات کے خطرات کے پیش نظر وہ اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھیں۔ اور رشتہ و ناطہ کی طرف خاص توجہ دیکر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ احادیث سے ثابت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اولاد کے بالغ ہونے پر اگر والدین یا سرپرست شادی کا انتظام نہیں نہیں کرتے۔ تو اس کے افعال کی ذمہ واری ان پر ہوگی۔ اور وہ خدا کے نزدیک قابل گرفت ہوں گے۔ علاوہ اس شرعی نقصان کے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ جن لڑکیوں یا لڑکوں کے بالغ ہونے پر رشتے نہیں کئے جاتے۔ اور کئی کئی سال ان کی بلوغت پر گذر جاتے ہیں۔ ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور بعض تو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ان حالات کے مدنظر فرمایا ہے کہ اس بارہ میں ہماری طرف سے ایک ضابطہ ہونا چاہیئے۔ جس کی رو سے علاوہ مستثنیات کے لڑکے اور لڑکی کی شادی کے لئے عمر معین کی جائے۔ اور ایسے ضابطہ کی پابندی نہ کرنے کی صورت میں مناسب اخلاقی دباؤ یا تعزیری کارروائی ہو۔ حضور نے فرمایا۔ بے شک اپنی اولاد کے رشتے ناطے کرنے کا والدین کو ہی حق ہے۔ لیکن تمدنی خرابیاں قوم اور مذہب پر بھی کسی نہ کسی رنگ میں اثر انداز ہوتی ہیں۔ جن سے محفوظ رہنے کے لئے خاص انتظام کی ضرورت ہے۔ اور لڑکوں لڑکیوں کو ایسے ظلم سے نجات دلانا ضروری ہے۔ کہ جو ان کے والدین کے خیالی اور رسمی اور فخریہ معیار کی وجہ سے ان پر کیا جاتا ہے۔ پس احباب جماعت اس امر کی طرف خاص توجہ دیں۔ اور ماہواری رپورٹ میں اس بارہ میں اپنی سعی و کوشش کا ذکر کریں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

جلسہ سالانہ پر مردم شماری

تجویز ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو مہمان دارالامان میں تشریف لائیں۔ ان کو شمار کیا جائے تا مہمانوں کی صحیح تعداد کا علم حاصل ہو۔ اس کام کے انچارج لگانے کے لئے ایک دوست تجویز کر لئے گئے ہیں۔ لیکن ان کو بہت سے مستعد مددگاروں کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا جو احباب بیرونجات سے اس کام میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ فوراً خاکسار کو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔ اور جلسہ کے موقعہ پر یہاں پہنچتے ہی فوراً مجھے اطلاع دیں (افسر جلسہ سالانہ)

ایام جلسہ میں چھوٹے بچوں کو گم ہونے سے بچانے کے لئے مفید تجویز

جلسہ سالانہ کے اژدہام میں چھوٹے بچوں کا ماں باپ سے بچھڑ جانا جسقدر تکلیف دہ امر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کسی بچہ کے گم ہو جانے پر خود حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو بے حد تکلیف اور رنج پہنچتا ہے۔ علاوہ ازیں دوران جلسہ میں کئی بار اس قسم کے اعلانات کرنے اور بچوں کو شناخت کرنے کے لئے سٹیج پر لاکر پیش کرنے سے بہت کچھ وقت صرف ہوتا ہے۔ ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دوست نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان اور باہر سے آنے والے بچے جن کی عمر آٹھ سال سے کم ہو۔ ان کے لباس کے کسی ایسے حصہ پر جو نمایاں ہو۔ ایک چٹ لگا دی جائے۔ جس پر بچہ کا نام معہ نام والد اور مقام لکھا جائے۔

اس تجویز کو حضور نے پسند فرمایا ہے۔ پس وہ احباب جو اپنے بچے ساتھ لائیں۔ وہ اس تجویز پر عمل کریں۔ امید ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ بہت مفید ثابت ہوگی۔

قادیان میں زنانہ کارخانہ دستکاری اور احباب کا فرض

تمام احباب جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ قادیان کے زیر انتظام جو کارخانہ دستکاری یتیم لڑکیوں اور بیواؤں کی مدد کے لئے کھولا ہے۔ اس میں بہت اعلےٰ قسم کے ریشمی اور سوتی ازار بند تیار کروائے گئے ہیں۔ ریشمی رومال بڑے چھوٹے اور ململ کے نہایت سستے نفیس ہر قسم کے غلاف تکیہ نواڑ میز پوشش وغیرہ تیار ہیں۔ تمام قادیان کے تاجروں اور جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو چاہیئے کہ وہ حسب ضرورت یہاں سے خرید فرما کر خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور اس قومی کارخانہ کی امداد کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ (منتظمہ کارخانہ زنانہ دستکاری لجنہ اماء اللہ قادیان)

غرباء کے لئے پارچات

جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے اصحاب دارالامان میں رہنے والے غرباء اور مساکین کو نہ بھولیں۔ اور آتے ہوئے ان کے لئے سردی سے بچنے کے واسطے مستعمل یا نئے پارچات پوشیدنی و بستر وغیرہ لیتے آئیں۔ اور ان تمام مساکین اور غرباء کی دعاؤں کے مستحق ہوں جو فضل الٰہی کے مورد ہوں۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان دار الامان مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۸ء

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء

جلسہ سالانہ کے متعلق مقامی اور بیرونی جماعتوں کو ضروری ہدایات

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چونکہ میری طبیعت کچھ خراب ہے۔ میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ چونکہ میں جمعہ ہی کی خاطر لاہور سے چل کر یہاں پہنچا ہوں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ خود ہی جمعہ پڑھاؤں۔

دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ

جلسہ سالانہ

اب قریب آ رہا ہے۔ جلسہ سالانہ ہم سے خاص طور پر مالی و جانی قربانیاں چاہتا ہے۔ جو لوگ جلسہ کے لئے یہاں آتے ہیں۔ ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر مہمان نوازی اور خدمت کے لئے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے بارہا بیان کیا ہے۔ کہ ہونا یہ چاہیئے۔ کہ اگر مقدرت ہو۔

جلسہ سالانہ کی مہمان نوازی

کا بوجھ صرف قادیان کے لوگ برداشت کریں۔ اور یا پھر زیادہ سے زیادہ ضلع گورداسپور کے لوگ۔ مگر چونکہ ابھی ہماری مالی حالت ایسی نہیں ہے۔ کہ صرف قادیان کے لوگ ہی یہ بوجھ اٹھا سکیں۔ اسلئے کم سے کم انہیں یہ تو کرنا چاہیئے۔ کہ بیرونی جماعتوں کی نسبت زیادہ حصہ لیں۔ تا میزبانی کا جو حق اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جن کے سامنے

بعض چھوٹے چھوٹے موانع

پیش آ کر انہیں قربانی سے روک دیتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دین کے سب پہلوؤں پر غور نہیں کیا ہوتا۔ اور موت انکی آنکھوں کے سامنے نہیں ہوتی۔ چھوٹی چھوٹی روکیں بھی ان کے لئے پہاڑ بن جاتی ہیں۔ حالانکہ ویسے ہی موانع اور ویسی ہی روکیں ان کے ہمسائے کے لئے بھی پیش آئیں۔ مگر اس نے ان کے باوجود قربانیوں میں کوئی کمی نہیں کی ہوتی۔ بلکہ زیادتی کر کے اور ثواب حاصل کیا ہوتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے مومنوں کو دوسروں پر گواہ بنایا ہے۔ اس کے معنے میں تو یہی کیا کرتا ہوں۔ کہ قیامت کے روز لوگ آ کر اپنے موانع پیش کرینگے۔ اور کہیں گے۔ ہماری راہ میں یہ مشکلات تھیں۔ اسلئے ہم قربانی نہ کر سکے۔ تب اللہ تعالیٰ مومنوں کو پیش کرے گا۔ اور کہے گا۔ کہ یہ بھی تمہاری ہی طرح کے انسان تھے۔ ان کو بھی ضرورتیں تھیں۔ ان کے لئے بھی مشکلات تھیں۔ لیکن ان سب کی موجودگی میں یہ قربانیاں کرتے رہے۔ تو پھر تمہارے عذر کس طرح قابل اعتبار ہو سکتے ہیں جب تک انسان کے سامنے نمونہ نہ ہو۔ اس پر حجت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو مسلمانوں کے لئے گواہ بنایا ہے۔ اور مسلمانوں کو بحیثیت جماعت دوسری قوموں پر گواہ بنایا ہے۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مسلمانوں کے لئے حجت ہیں تا ان میں سے کمزور اور بزدل جب اپنے عذرات پیش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے کہے۔ کہ دنیوی سامانوں کے لحاظ سے تم محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے زیادہ کمزور نہ تھے۔ اگر انہوں نے ان بے سامانیوں کے باوجود قربانیاں کیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ تم نہ کر سکے۔ اور اسی طرح دوسری قوموں کے عذرات کے جواب میں اللہ تعالیٰ کہے گا۔ کہ مسلمان بھی تمہاری ہی طرح کے انسان تھے۔ ان کی راہ میں بھی اسی طرح روکاوٹیں اور مشکلات تھیں۔ اور جب ان کے باوجود انہوں نے قربانیاں کیں۔ تو تم کیوں نہ کر سکتے تھے۔ ہر جماعت میں کوئی گروہ ایسا ہوتا ہے۔ جو نمونہ ہوتا ہے۔ اور وہ مشکلات روکاوٹوں اور موانع کے باوجود قربانی کرتا ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ دوسروں پر بطور شہید کھڑا کرتا ہے۔ کہ یہ بھی تمہارے ہی جیسے انسان ہیں۔ اور جب انہوں نے تکالیف اور اپنی ضرورتوں کے باوجود کوتاہی نہیں کی اور اپنی حالات میں آگے بڑھے ہیں۔ تو تم کیوں نہیں کر سکتے تھے۔ بازار میں

ایک دوکاندار نماز کے وقت

اٹھ کر چلا جاتا ہے۔ اور دوسرا نہیں جاتا۔ اور وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ اور اگر پوچھا جائے تو کہتا ہے۔ کہ دوکان اکیلی ہے۔ کس طرح جاؤں۔ تو دوسرے کا نمونہ اس کے سامنے پیش کر کے اسے کہا جا سکتا ہے۔ کہ دوکان دوسرے کی بھی اکیلی تھی۔ اور جب وہ چلا گیا۔ تو تم یہ عذر کیسے کر سکتے ہو۔ یا اگر دوسرا دوکاندار کہے۔ کہ یہی بکری کا وقت ہے۔ چھوڑ کر جانا مشکل ہے۔ تو دوسرے کی مثال اس کے سامنے اس پر بطور حجت پیش کی جا سکتی ہے کہ جب بکری کا وقت ہونے کے باوجود وہ چلا گیا۔ تو تم بھی جا سکتے تھے۔ اسی طرح بعض کہہ دیتے ہیں۔ کہ وقت کا پتہ نہیں لگا۔ اذان سنائی نہیں دی۔ تو اسے کہا جا سکتا ہے۔ کہ دوسرے کے کان بھی ویسے ہی تھے۔ جیسے تمہارے اگر وہ اذان سن سکتا تھا۔ تو یقیناً تم بھی سن سکتے تھے۔ تو جو عذر بھی انسان کرے۔ اس کے توڑنے والے اس کے ہمسایہ میں ہی مل جاتے ہیں۔ اور یہی

قیامت کے روز اس پر گواہ

ہوں گے۔ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ میرے بچے زیادہ تھے۔ اس لئے میں قربانی نہیں کر سکا۔ تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو جو اس سے زیادہ بچوں والا ہے۔ پیش کر کے کہے گا۔ کہ جب اس نے اتنے بچوں کے باوجود قربانی کی۔ تو تم کیوں نہ کر سکے۔ ایک شخص کہے گا۔ مالی تنگی بہت تھی۔ اسلئے قربانی نہ کر سکا۔ تو اللہ تعالیٰ دوسرے مالی تنگی والے کو پیش کر دیگا۔ کہ اس کے لئے مالی تنگی تم سے زیادہ تھی۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ جب اس نے قربانی کی۔ تو تم اگر چاہتے۔ تو نہ کر سکتے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ

اگر انسان قربانی کرنا چاہے

تو مشکلات پر غالب آ سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ چندہ کی تحریک کی۔ ایک صحابی کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ لیکن دل میں شوق تھا۔ کہ حصہ لیں۔ ایک شخص کے پاس پہنچے۔ اور اس سے کہا۔ کہ مجھ سے سارا دن کام لو۔ اور کم سے کم مزدوری دے دینا۔ چنانچہ دو مٹھی جو مزدوری مقرر ہوئی۔ آپ نے تمام دن کام کیا۔ اور شام کو جو جو ملے وہ لا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ ضرورت ہزاروں روپے کی تھی۔ کیونکہ ایک لڑائی کا سامان کیا جا رہا تھا۔ مگر انہوں نے لا کر دو مٹھی جو دیئے۔ تو بجائے اس کے کہ منافقین کے دل میں غیرت پیدا ہوتی اور وہ کہتے کہ یہ غریب محنت و مشقت کر کے جو کچھ حاصل کر سکا۔ لے آیا ہے۔ انہوں نے طنزیہ رنگ میں کہنا شروع کیا۔ کہ لو جی دو مٹھی جو سے اب دنیا فتح ہو گی۔ اور اس طرح اس

قربانی پر ہنسی

اور تمسخر کرنے لگے۔ انہوں نے اس مخلص کی نیکی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ بلکہ اسے اپنے مرض میں اضافہ کا موجب بنا لیا۔ قیامت کے روز جب منافق اس موقعہ پر قربانی نہ کر سکنے کے عذرات پیش کریں گے۔ اور اپنی مشکلات بتائیں گے۔ اور ان سب کے جواب میں اللہ تعالیٰ اس دو مٹھی جو پیش کرنے والے کو پیش کر دیگا۔ تو ان کی کیا عزت رہ جائیگی۔ اللہ تعالیٰ کہے گا۔ کہ تمہارے پاس تو روپے موجود تھے۔ مگر تم نے قربانی نہ کی۔ لیکن اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر بھی یہ پیچھے نہ رہا۔ اس نے سمجھا۔ کہ اگر میں نے عام مزدوری کے اصول پر مزدوری تلاش کی۔ تو شاید کوئی کام نہ ملے۔ اس لئے کسی کے آگے یہ تجویز رکھ دی۔ کہ مجھ سے کام لے لو۔ اور جو دینا چاہو۔ دے دینا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا نوکر جسے مل جائے۔ وہ کیوں اس سے کام نہ لے گا۔ پس ہر شخص کو

عذر کرتے وقت غور کر لینا چاہیئے

کہ اسی جیسے حالات میں بعض دوسرے لوگ قربانی پیش کر رہے ہیں۔ پھر کیا اس کا عذر اللہ تعالےٰ کے حضور میں قابل سماعت ہوگا۔ اور جلسہ کی امداد کے بارہ میں قادیان کے لوگوں کو خصوصاً اپنے نفس کا محاسبہ کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا میں نے بتایا ہے۔ جلسہ کے اخراجات کے مہیا کرنے کے متعلق قادیان کے لوگوں پر دوسروں سے زیادہ ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ بلکہ گو ابھی ہماری مالی حالت ایسی ہے۔ کہ بیرونی جماعتوں کو بھی اس بوجھ کے اٹھانے میں مدد دینی پڑتی ہے۔ لیکن اصل میں

"قادیان کے لوگوں کا ہی حق ہے

کہ وہ یہ بوجھ اٹھائیں۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہر سال جلسہ سالانہ کی آمد کم ہوتی ہے۔ اور اس پر خرچ زیادہ ہو جاتا ہے حالانکہ جلسہ سالانہ ایک اہم صیغہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکی اہمیت پر خاص زور دیا ہے۔ پس میں دوستوں کو پھر یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر

زیادہ سے زیادہ مالی قربانی

کریں۔ قادیان اور ضلع گورداسپور کی جماعتوں کو بالخصوص۔ اور باہر کی جماعتوں کو بالعموم اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مجھے افسوس ہے کہ اگرچہ میں نے بارہا کہا ہے۔ محکمہ والے بھی اس صیغہ کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ اگر وقت پر اجناس وغیرہ لے لی جائیں تو زمیندار احباب بھی پورے جوش کے ساتھ اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ جلسہ کے قرب کے ایام میں ان کے لئے حصہ لینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وقت زمینداروں کے لئے سب سے زیادہ تنگی کا ہوتا ہے۔ غلہ اور چارہ وغیرہ دونوں قریباً ختم ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور وہ قرض لے کر گزارہ کرتے ہیں۔ اور اس وقت ان کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔ کہ قرض لے کر چندہ دیں۔ لیکن جب گیہوں کے فصل تیار ہوں۔ اس وقت اگر ان سے جلسہ کے لئے غلہ لے لیا جائے۔ تو وہ بڑی آسانی سے دے سکتے ہیں۔ اسی طرح دوسری

چیزیں مثلاً گھی وغیرہ بھی اگر اسی طرح جمع کی جائیں۔ تو بہت آسانی سے جمع ہو سکتی ہیں۔ ہاں ان کے محفوظ رکھنے کا سوال حل طلب ہے۔ جو میرے نزدیک اس طرح حل ہو جاتا ہے۔ کہ جو غلہ یا دوسری جنس وصول ہو۔ دوکانداروں کو اس شرط پر دے دی جائے۔ کہ جلسۂ سالانہ کے موقعہ پر وہ ویسی ہی جنس اسی مقدار میں مہیا کر دیں۔ کوئی بدنیت دوکاندار ہی ہوگا۔ جو اس سمجھوتہ کے لئے تیار نہ ہو۔ اور مزید شرطیں لگا کر سلسلہ کو لوٹنا چاہے۔ کیونکہ اس تجویز میں دوکاندار کو بھی فائدہ ہے۔ اسے کئی ماہ کے لئے مفت میں سرمایہ مل جاتا ہے۔

پس یہ انتظام نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ محکمہ والے توجہ نہیں کرتے۔ میں نے کئی زمینداروں سے باتیں کی ہیں۔ بالخصوص بار کے زمینداروں سے۔ اور انہوں نے یہی کہا ہے کہ گھی وغیرہ جمع کر دینا بشرطیکہ مناسب اوقات میں اگر کوشش کی جائے۔ ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں۔ ایک ایک ضلع کے زمیندار کافی گھی جمع کر سکتے ہیں یہی حال غلہ کا ہے۔ اگر غلہ کی صورت میں تھوڑا تھوڑا بھی چندہ ان سے ہر وقت وصول کرنے کا انتظام کر لیا جائے۔ تو بہت مقدار جمع ہو سکتی ہے۔ اسی طرح دالیں وغیرہ بھی جمع کی جا سکتی ہیں۔ اور انہی چیزوں کا زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ باقی گوشت وغیرہ رہ جاتا ہے۔ وہ بے شک اس طرح جمع نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس کا زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ ایسے علاقے بھی ہیں۔ جن سے چاول وغیرہ جمع کئے جا سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ محکمہ والے توجہ نہیں کرتے۔

بہرحال اس سال بھی وہی دقت درپیش ہے۔ اور محکمہ والے شور کر رہے ہیں۔ کہ

روپیہ نہیں

کام کس طرح چلایا جائے۔ اس لئے میں پھر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ بے شک اس وقت ہماری جماعت کے لئے بہت سی مشکلات ہیں۔ یہ سال مالی لحاظ سے بہت تنگی کا سال ہے۔ اور شاید اس کے نتیجہ میں اگلا سال بھی کسی قدر مشکلات رکھتا ہو۔ مگر مومنوں کے لئے یہ باتیں پرواہ کے قابل نہیں۔ جن کے ایمان کمزور ہیں۔ ان کے لئے سکھ کے دن بھی کمزوری کے ہی ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں مرض ہو۔ ان کے پاس اگر کروڑوں روپیہ ہو۔ تب بھی وہ یہی کہیں گے۔ کہ کھانے

کو نہیں ملتا۔ چندے کہاں سے دیں۔ لیکن مومن کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ تو بھی وہ یہی کہے گا۔ کہ بسم اللہ میں حاضر ہوں۔ یہ

سچے اور جھوٹے دوست کے فرق کا وقت

ہے۔ اس سال صحیح یا غلط طور پر ایک مقابلہ کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ یا پیدا کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ جوبلی کی تحریک دراصل چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب نے پہلے سے کی ہوئی تھی۔ مگر ہمارے قدیم معاندین یعنی اہل پیغام نے بھی اسے شروع کر دیا ہے۔ اور ان کے لئے یہ آسانی ہے۔ کہ وہ غیر احمدیوں سے بھی مانگ لیتے ہیں۔ اور پھر دنیا کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ دیکھو۔ ہماری چھوٹی سی جماعت کس قدر قربانی کر رہی ہے۔ تو یہ تحریک بھی ہمارے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ تحریک جدید کے چندے ہیں۔ جن کی طرف میں جماعت کو توجہ دلا چکا ہوں۔ کہ ان سے

ایک مستقل فنڈ کی بنیاد

ڈالی جا رہی ہے۔ پس جو ان میں حصہ لیگا۔ اس کا نام ہمیشہ کے لئے تاریخ میں محفوظ ہو جائے گا۔

پھر عام چندوں کا مطالبہ بدستور ہے۔

یہاں کے کارکنوں کی تنخواہوں میں بھی کمی کر دی گئی ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ بیرونی جماعتوں کو تحریک کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے چندوں میں اضافہ کریں۔ پس یہ دن غیر معمولی مالی قربانی کے ہیں۔ مگر مومن کا ایمان۔ اور اخلاص ایسے ہی وقت میں پرکھا جاتا ہے۔ اور حقیقی دوست کی پہچان کا یہی وقت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک امیر آدمی کا نوجوان بیٹا سارا سارا دن اپنے دوستوں میں بیٹھا وقت ضائع کرتا رہتا تھا۔ باپ اسے نصیحت کرتا۔ کہ اس طرح ان لوگوں میں بیٹھ کر وقت ضائع نہ کیا کرو۔ یہ تمہارے دوست نہیں ہیں۔ بلکہ سب کھانے پینے کے یار ہیں۔ انہیں تمہارے ساتھ کوئی اخلاص نہیں۔ مگر بیٹا کہتا۔ کہ اباجی۔ آپ کو پتہ نہیں آپ نے ان کی باتیں کبھی نہیں سُنیں۔ یہ میرے بہت وفادار دوست ہیں۔ باپ کہتا۔ کہ باتیں کر لینا تو بالکل آسان ہے۔ آخر ایک دن باپ نے بیٹے سے کہا۔ کہ اچھا میں تمہیں تجربہ کرا دیتا ہوں باپ کا بھی ایک دوست تھا۔ جو سپاہی تھا وہ پہلے زمانہ کا دوست تھا۔ جبکہ یہ امیر بھی معمولی حیثیت رکھتا تھا۔ مگر بعد میں اسے ترقی حاصل ہو گئی۔ مگر اس کے ساتھ دوستی بدستور

رہی۔ لڑکا اسے حقیر سمجھتا۔ اور دل میں کہتا۔ کہ میرا باپ خود ایسے ذلیل لوگوں سے دوستی رکھتا ہے۔ اور میرے دوستوں کو جو اچھے لوگ اور معزز آدمی ہیں۔ پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ باپ نے اسی دوست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ آؤ دیکھیں کہ میرے اور تمہارے دوستوں میں سے سچا مخلص کون ہے۔ اور لڑکے سے کہا۔ کہ میں تمہیں

دوستوں کا تجربہ

کرانے کے لئے گھر سے نکال دیتا ہوں۔ اور تم جا کر اپنے دوستوں سے مدد مانگنا۔ بیٹے نے کہا۔ بے شک۔ نکال کر دیکھ لیں۔ میرے دوست ایسے نہیں ہیں۔ وہ مجھے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ چنانچہ باپ نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اور وہ اپنے دوستوں کے ہاں چکر لگانے لگا۔ اسے نکالنے کی خبر مشہور ہو گئی اور اس کے جن دوستوں کو اسکی اطلاع ہو گئی۔ ان میں سے کئی ایک نے دروازہ پر آ کر اس سے ملنا بھی گوارا نہ کیا۔ کسی نے کہلوا دیا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ کسی نے کہلوا دیا۔ کہ گھر پر نہیں ہیں۔ اور بعض جن کو علم نہ ہوا تھا۔ وہ آ کر مل تو لیتے۔ مگر جب وہ یہ کہتا۔ کہ میرے باپ نے مجھے نکال دیا ہے۔ آپ کچھ میری امداد کریں۔ تا میں تجارت وغیرہ کا کوئی کام کر لوں۔ تو بعض تو کہہ دیتے۔ کہ افسوس اس وقت ہمارا روپیہ فلاں جگہ لگا ہوا ہے۔ ورنہ ہم ضرور مدد کرتے۔ اور بعض کوئی اور بہانہ بنا دیتے۔ اور بعض تو یہاں تک کہہ دیتے۔ کہ جب تمہارے باپ کو تم پر اعتماد نہیں۔ تو ہم کس طرح کر سکتے ہیں۔ آخر وہ سب طرف سے ذلیل ہو کر باپ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ واقعی آپ کا کہنا سچ تھا۔ میرے سب دوست

مطلب کے دوست

تھے۔ تب باپ نے کہا۔ کہ آؤ اب میں تمہیں اپنے دوست کا تجربہ کراتا ہوں۔ وہ بیٹے کو ساتھ لے کر رات کے بارہ ایک بجے اپنے اس دوست کے مکان پر پہنچا۔ اور دستک دی۔ اور کہا کہ جلدی باہر آؤ۔ اس نے جواب دیا۔ کہ کون ہے۔ اور جب اپنے دوست کی آواز پہچانی۔ تو کہا۔ بہت اچھا۔ آتا ہوں۔ باپ بیٹا باہر انتظار کرنے لگے۔ مگر وہ دس پندرہ منٹ تک باہر نہ آیا۔ بیٹے نے کہا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا دوست بھی ویسا ہی نکلا۔ اور جب اسے شبہ ہوا۔ کہ کسی غرض سے آئے ہیں۔ تو چھپ کر اندر بیٹھ رہا ہے۔ باپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے کہا۔ کہ تھوڑی دیر اور انتظار کرو۔ آخر پندرہ بیس منٹ کے بعد دروازہ کھلا۔ اور اس حالت میں باہر آیا۔ کہ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی۔ دوسرے میں ایک تھیلی۔ اور ساتھ بیوی تھی۔ اس نے پوچھا۔ کہ آپ نے نکلنے میں بہت دیر کر دی۔ تو اس نے کہا۔ کہ یہ ساری عمر میں پہلا موقعہ ہے۔ کہ آپ اس وقت آئے ہیں۔ اور اس وجہ سے میں نے خیال کیا۔ کہ ضرور کوئی تکلیف کا وقت آپ پر آیا ہوگا۔ اور دنیا میں تین ہی قسم کی مشکلات ہو سکتی ہیں۔ یا تو آدمی کے گھر میں بیماری وغیرہ ہو۔ یا اس کے لئے کوئی مالی مشکلات ہوں۔ اور یا پھر اسکی عزت خطرہ میں ہو۔

عزت کے خطرہ کے خیال سے

میں نے تلوار لی۔ تا اگر اس کا موقعہ ہو۔ تو اس سے آپ کی امداد کروں۔ اور بیماری وغیرہ کا خیال کر کے میں نے اپنی بیوی کو ساتھ لے لیا۔ کہ عورتیں تیمارداری اچھی کر سکتی ہیں۔ پھر مجھے خیال آیا۔ کہ مالی مشکل بھی پیش آسکتی ہے۔ اور بعض اوقات بڑے بڑے مالداروں کے دیوالے نکل جاتے ہیں۔ جس سے ان کی حالت خطرناک ہو جاتی ہے۔ اور وہ معمولی امداد کے بھی محتاج ہو جاتے ہیں۔ اور گو میں کوئی مالدار آدمی نہیں۔ پھر بھی ساری عمر تھوڑا تھوڑا کر کے بیوی بچوں کے لئے کچھ جوڑتا رہا ہوں۔ اسے میں نے برتن میں ڈال کر زمین میں گاڑ رکھا تھا۔ سو میں نے کہا۔ کہ اسے بھی نکال لوں۔ کہ شائد میرے دوست کو آج میرے اس روپیہ ہی کی ضرورت پیش آگئی ہو۔ اور اسی وجہ سے میرے نکلنے میں دیر ہو گئی۔ سو اب میں حاضر ہوں۔ اگر آپ کی عزت خطرہ میں ہے۔ تو میری تلوار اور میری جان موجود ہے۔ اگر کوئی گھر میں بیمار ہے۔ تو میری بیوی موجود ہے۔ اور اگر روپیہ کی حاجت ہے۔ تو یہ میری

ساری عمر کا اندوختہ

موجود ہے۔ اسکی باتیں سنکر بیٹے نے باپ سے کہا۔ کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ سچے دوست کون ہوتے ہیں۔ واقعہ میں سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ اس پر باپ نے اپنے دوست کو بتایا۔ کہ میرا لڑکا گمراہ ہو رہا تھا۔ میں نے اسے سبق دینے کے لئے آپ کو بے وقت تکلیف دی۔ آپ معاف فرمائیں۔ اور گھر تشریف لے جائیں تو جو سچا دوست ہو۔ مشکلات کے وقت میں اس کا اخلاص بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ دوست کی امداد کے لئے سب قسم کی مشکلات برداشت کرنے پر تیار رہتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ کہ

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطرناک جنگوں کے لئے باہر نکلتے۔ اور ایسا معلوم ہوتا۔ کہ اسلام بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔ مسلمانوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ اور دشمن اتنا زبردست ہے۔ کہ اس پر غالب آنے کی توقع نہیں۔ تو بعض لوگ آکر کہتے۔ کہ ہم آپ کے ساتھ تو چلیں۔ مگر ہمارے گھر بے پناہ ہیں۔ ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ حقیقتاً کوئی خطرہ ان کے لئے نہیں۔ ان کے پاس دوسروں سے زیادہ سامان ہیں۔ اور ان کے گھر دوسروں سے زیادہ محفوظ ہیں۔ صرف بہانے بناتے ہیں۔ مگر دوسرے جو سب مشکلات کو نظر انداز کر کے شامل ہو جاتے تھے۔ ان کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ

منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر

کہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں۔ جنہوں نے اپنے وعدے پورے کر دیئے۔ اور بعض ایسے ہیں۔ کہ جو انتظار میں ہیں۔ کہ موقعہ ملے۔ تو پورا کریں۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک انصاری صحابی تھے۔ مفسرین نے تو لکھا ہے۔ کہ یہ آیت انہی کے متعلق تھی۔ مگر اس آیت کا مضمون ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ کسی خاص فرد کے لئے نہیں۔ بلکہ ایسے سب لوگوں پر چسپاں ہو سکتی ہے۔ جو اس نمونہ کو پیش کرنے والے ہوں۔ اور درحقیقت ایسے صحابی کئی تھے۔ وہ انصاری صحابی جن کا میں نے ذکر کیا۔ حضرت انس کے چچا تھے۔ ان کو جنگ بدر میں شامل ہونے کا موقعہ نہ مل سکا تھا۔ جب لوگ ان کے سامنے بدر کے واقعات بیان کرتے اور کہتے کہ فلاں بات یوں ہوئی۔ اور ہم نے یوں کیا۔ تو ان کو بہت غصہ آتا۔ لیکن غصہ نکالنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اسلئے وہ ان باتوں کو سنکر یہ کہنے لگ جاتے۔ کہ بے شک تم لوگوں نے جو کچھ کیا۔ خوب کیا۔ لیکن اگر میں ہوتا۔ تو دکھاتا۔ کہ لڑائی کس طرح کی جاتی ہے۔ ان کی یہ بات

ایک قسم کا لطیفہ

بن گئی تھی۔ جہاں دو چار آدمی بیٹھے بدر کی باتیں کر رہے ہوتے تھے۔ وہ وہاں پہنچکر اپنے دل کی حسرت اس طرح نکالنا شروع کر دیتے۔ کہ دوستو! میں بدر میں موجود ہوتا۔ تو تم کو بتاتا۔ کہ خدا کی راہ میں کس طرح لڑا کرتے ہیں۔ کئی لوگ تو یونہی لاف زنی کر دیا کرتے ہیں۔ مگر یہ

صحابی جو کچھ کہتے تھے۔ اخلاص سے کہتے تھے۔ اور دراصل ان کا دل خون ہو رہا تھا۔ کہ مجھے کیوں بدر میں شمولیت کا موقعہ نہ ملا۔ اور وہ ان الفاظ سے اپنے دردِ دل کا اظہار کیا کرتے۔ آخر اللہ تعالےٰ کی حکمت

اُحد کا دن

لے آئی۔ اور یہ ایسے لوگوں کے لئے دلی حسرت نکالنے کا ایک بے نظیر موقعہ تھا۔ چنانچہ یہ صحابی جنگ اُحد میں شریک ہوئے۔ اور جو قربانی کر سکتے تھے۔ کی۔ اور جب دشمن کو شکست ہوئی۔ اور وہ بھاگ گیا۔ تو انہوں نے چونکہ کھانا نہیں کھایا ہوا تھا۔ کچھ کھجوریں پاس تھیں۔ میدان سے ایک طرف ہٹ کر کھجوریں کھانے لگے۔ اتنے میں وہ واقعہ ہوا۔ کہ جس سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ دشمن نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اور مسلمان چونکہ فتح کے خیال میں ادھر اُدھر منتشر ہو چکے تھے۔ سنبھل نہ سکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے۔ اور صحابہ رضؓ کو یہ خیال ہو گیا۔ کہ آپؐ شہید ہو چکے ہیں۔ یہ صحابی اپنے خیال میں مست کھجوریں کھا رہے تھے۔ اور بالکل مطمئن تھے۔ کہ ٹہلتے ٹہلتے میدانِ جنگ کے قریب آئے۔ اور دیکھا۔ کہ ایک پتھر پر حضرت عمر رضؓ بیٹھے ہوئے باوجود

نہایت جری اور دلیر

ہونے کے بچوں کی طرح رو رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضؓ کو اس حال میں دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔ کہ عمر رضؓ یہ رونے کا کونسا وقت ہے۔ یہ تو خوشی ہونے کا وقت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو فتح دی ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا۔ کہ شاید تمہیں معلوم نہیں۔ کہ فتح کے بعد کیا ہو گیا ہے۔ اور پھر بتایا۔ کہ اس طرح دشمن نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ اور مسلمان پراگندہ ہونے کی وجہ سے سنبھل نہ سکے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہید ہو گئے۔ اس وقت ان صحابی کے ہاتھ میں صرف ایک کھجور باقی رہ گئی تھی۔ انہوں نے فوراً اسے پھینک دیا۔ اور کہا۔ کہ

میرے اور جنّت کے درمیان اس کے سوا اور ہے کیا

اور پھر حیرت سے حضرت عمر رضؓ کو مخاطب ہو کر کہا۔ کہ عمر رضؓ اگر یہ خبر سچی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ تو تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ جس طرف خدا کا رسول گیا۔ ہم بھی وہیں جائیں گے۔ یہ کہہ کر تلوار نیام سے نکال لی۔ اور دشمن کے لشکر کی طرف

دوڑ پڑے۔ اور جا کر لڑائی شروع کر دی۔ اور نہ معلوم کتنوں کو اپنے خیال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بدلہ لینے کے لئے جہنم واصل کر کے یہ

خدا کا جری شہید ہو گیا

رضی اللہ عنہ ورضی ھو عن اللہ

جب اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو دوبارہ فتح دی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ رضؓ سے فرمایا۔ کہ میدان میں جا کر دیکھو۔ کہ ہمارے ساتھیوں میں سے کون کون شہید ہوئے ہیں۔ اور کون کون زخمی پڑے ہیں۔ تا زخمیوں کی امداد کی جائے۔ اور

شہیدوں کی تکفین کا انتظام

کیا جائے۔ صحابہ میدانِ جنگ میں پھیل گئے۔ اور زخمیوں کی تیمارداری شروع ہوئی۔ اور شہیدوں کی لاشیں جمع کی جانے لگیں۔ جب وہ لاشیں جمع کر رہے تھے۔ تو انہوں نے ایک لاش کو دیکھا۔ کہ وہ پہچانی نہ جاتی تھی۔ اس کے ٹکڑے ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے۔ اور چہرہ زخموں سے بالکل چھلنی ہو رہا تھا۔ ایسا کہ مُردہ کی شناخت ناممکن تھی۔ انہوں نے سب ٹکڑے جمع کر کے اکٹھے رکھے۔ تو نفر جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ ان کی ہمشیرہ نے ایک انگلی سے پہچانا کہ یہ تو میرا بھائی ہے۔ صحابہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے گِنا۔ تو ان کے جسم کے ستّر ٹکڑے الگ الگ پڑے تھے۔

یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ منھم من قضٰی نحبہ و منھم من ینتظر۔ فتح دراصل ایسے ہی لوگوں سے ہوتی ہے۔ ان سے نہیں۔ جو محض ایک نام کے ماتحت جمع ہو جاتے ہیں۔ تم اس وقت جو ہزاروں یہاں بیٹھے ہو۔ یا جو لاکھوں دنیا میں پھیلے ہوئے ہو۔ سارے کے سارے وہ نہیں ہو۔ جو خدا تعالےٰ کی نظر میں احمدی ہیں۔ یا جن کے ذریعہ سے اسلام کو فتح حاصل ہوگی۔ جن کے ذریعہ سے یہ فتح حاصل ہوگی۔ وہ وہی ہیں جن کے دل ہر وقت قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور جو

مشکلات اور تکالیف میں زیادہ قربانی

کرتے ہیں۔ اور انہی لوگوں کی کوشش سے فتح آتی ہے۔ اور انہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک جماعت احمدیہ کو قائم رکھنے والے بھی وہی لوگ ہیں۔ بسا اوقات یہ صرف چند آدمی ہوتے ہیں لاکھوں میں سے۔ ہزاروں میں سے سینکڑوں اور سینکڑوں میں سے دسیوں۔ بظاہر لاکھوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہزاروں اور سینکڑوں ہوتے ہیں۔ مگر جن کی قربانی کی وجہ سے فتح حاصل ہوتی ہے۔ وہ بہت کم ہوتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ منھم من قضٰی نحبہٗ ومنھم من ینتظر۔ جو ہر مصیبت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ اور کسی صورت میں بھی پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔ دنیا کے دیئے ہوئے ناموں سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ یہودی مسلمان احمدی۔ خواہ کوئی کچھ کہلائے۔ فائدہ اسی نام سے حاصل ہوگا۔ جو نام خدا تعالےٰ کی طرف سے دیا جائے۔ ہزاروں عبدالرحمٰن کہلاتے ہیں مگر دراصل عبدالشیطان ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں ہیں۔ جن کا نام عبدالرحیم ہے۔ مگر دراصل وہ عبدالرجیم ہوتے ہیں۔ ہزاروں کے نام عبدالحلیم ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ عبدالغضب ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کو کتے کی طرح کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ پس اصل نام وہی ہے۔ جو خدا تعالےٰ سے ملتا ہے۔ صحابہؓ کے نام دیکھو۔ بعض بالکل ادنیٰ قسم کے تھے۔ مثلاً کسی کا نام جریر تھا۔ مگر ہم جب ان کا نام لیں گے۔ تو ساتھ رضی اللہ عنہ کہیں گے۔

جریر کے معنی

پنجابی زبان میں گھسیٹا کے ہیں۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا نام گھسیٹا تھا۔ بلکہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں کیا ہیں۔ گھسیٹا ہیں۔ یا تخت پر بیٹھنے والے ہیں۔ ہماری جماعت میں بھی بعض نام ایسے ہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مخلص صحابی کا نام اروڑہ تھا۔ بعض لوگ جن کے بچے عام طور پر فوت ہو جاتے ہیں۔ وہ بچہ کو میلے کے ڈھیر پر گھسیٹتے ہیں۔ کہ شاید وہ اس طرح بچ جائے۔ اور پھر ان کا نام اروڑہ رکھ دیا جاتا ہے۔ ان منشی صاحب کا نام بھی اسی طرح ان کے والدین نے اروڑہ رکھا تھا۔ مگر وہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں اروڑہ نہ تھے۔ ماں باپ نے ان کا یہ نام اسلئے رکھا تھا۔ کہ شاید میلے کے ڈھیر پر پڑ کر ہی یہ بچہ زندہ رہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ڈال کر نہ صرف جسمانی موت سے بلکہ روحانی موت سے بھی بچانا چاہتا تھا۔ ماں باپ نے اسے گند کی نذر کرنا چاہا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس کے پاک دل کو دیکھا۔ اور اسے اپنے لئے قبول کیا۔ چنانچہ اس نے انہیں ایمان نصیب کیا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی بنے۔ اور ایسے مخلص کہ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ ایسے اخلاص کے بغیر نجات کی امید رکھنا فضول بات ہے۔ ان لوگوں نے اپنے اخلاص کا ثبوت ایسے رنگ میں پیش کیا۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ لوگ

محبت اور پیار

کے مجسمے تھے۔ منشی اروڑہ صاحب مرحوم نے مجھے خود ایک واقعہ سنایا۔ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ لیا تھا۔ کہ آپ کبھی کپور تھلہ تشریف لائیں خدا تعالےٰ کی قدرت ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ میں دو ریاستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کا خاص موقعہ نصیب ہوا۔ ایک کپور تھلہ اور دوسری پٹیالہ۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ پٹیالہ نے اپنا معیار قائم نہ رکھا۔ بعد میں کئی فتنوں میں پٹیالہ کا کوئی نہ کوئی حصہ ہوتا رہا ہے۔ (یہ ضمنی بات میں نے اسلئے کہہ دی ہے کہ پٹیالہ کی جماعت کو توجہ ہو۔ اور وہ اپنے معیار کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ محض ماں باپ کی وجہ سے کوئی ہمیشہ کی زندگی حاصل نہیں کر سکتا) تو کپور تھلہ کی جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خواہش کی۔ کہ حضور وہاں تشریف لائیں۔ اور آپ نے وعدہ فرمایا۔ منشی اروڑہ صاحب مرحوم نے سنایا۔ کہ ایک دفعہ وہ ایک دوکان پر بیٹھے تھے۔ اس زمانہ میں کپور تھلہ میں ریل نہ جاتی تھی۔ شاید پھگواڑہ سے ٹانگوں پر لوگ جاتے تھے۔ منشی صاحب مرحوم ایک دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شدید دشمن سلسلہ جو ہمیشہ احمدیوں کے ساتھ بُرائی کیا کرتا تھا آیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ تمہارے مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آئے ہیں۔ اور اڈے پر کھڑے ہیں۔ منشی صاحب اس وقت دوکان پر بیٹھے آرام سے باتیں کر رہے تھے۔ پگڑی اور جوتی اتاری ہوئی تھی۔ جب اس دشمن نے یہ خبر سنائی۔ تو اسی طرح اٹھ کر دوڑ پڑے۔ تھوڑی دُور گئے۔ تو خیال آیا۔ کہ یہ شخص ہمیشہ ہمیں چڑایا کرتا ہے۔ یہ بھی اس نے تمسخر نہ کیا ہو۔ اسلئے پندرہ بیس قدم دوڑنے کے بعد ٹھہر گئے۔ اور اسے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ کہ تو بڑا خبیث ہے۔ ہمیشہ ستاتا ہے۔ یہ بھی تُو نے جھوٹ بولا ہوگا۔ ورنہ ہماری قسمت ایسی کہاں۔ کہ حضور تشریف لائیں۔ مگر اس نے کہا۔ کہ نہیں میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میں انہیں یکوں کے اڈے پر کھڑا چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ پھر دوڑ پڑے۔ مگر پھر پندرہ بیس قدم دوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور پھر اسے بُرا بھلا کہنے لگے۔ اور آخر میں کہا۔ کہ ہماری قسمت ایسی کہاں۔ کہ حضور تشریف لائیں۔ اور اسی طرح تین چار مرتبہ کیا۔ تھوڑی دُور بھاگتے۔ اور پھر کھڑے ہو کر اسے کوسنے لگتے۔ کہ اتنے میں سامنے سے حضرت صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ منشی صاحب مرحوم شاید

مجسٹریٹ یا سشن جج کی پیشی میں

تھے۔ مہینہ میں ایک بار ضرور قادیان آجاتے تھے۔ اور چونکہ ایک چھٹی سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ جب تک ساتھ ہفتہ کا کچھ وقت نہ ملے۔ اسلئے جس دن ان کے قادیان آنے کا موقعہ ہوتا۔ ان کا افسر دفتر والوں سے کہہ دیتا۔ کہ آج کام جلدی ختم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ منشی جی نے قادیان جانا ہے۔ اگر وہ نہ جا سکے۔ تو ان کے دل سے ایسی

آہ نکلے گی

کہ میں برباد ہو جاؤں گا۔ اور اس طرح ہمیشہ ان کو ٹھیک وقت تک فارغ کر دیتا۔ افسر گو ہندو تھا۔ مگر آپ کی نیکی۔ تقوےٰ اور قبولیت دعا کا اس پر ایسا اثر تھا۔ کہ وہ آپ ہی آپ ان کے لئے قادیان آنے کا وقت نکال دیتا۔ اور کہتا۔ کہ اگر یہ قادیان نہ جا سکے۔ تو ان کے دل سے ایسی آہ نکلے گی۔ کہ میں نہیں بچ سکوں گا۔ ایسے مومنوں کو ہر قسم کی روکوں کے باوجود اللہ تعالےٰ بڑھاتا ہے۔ اور یہی

حقیقی جماعت

ہوتی ہے۔ جو ترقی کرتی ہے۔ پس اپنے دلوں کو ایسا ہی بناؤ۔ اور ایسی محبت سلسلہ کے لئے پیدا کرو۔ پھر دیکھو تمہیں اللہ تعالےٰ کس طرح بڑھاتا ہے۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے ہو جاتے ہیں۔ ان کو تو مانگنا بھی نہیں پڑتا۔ بعض وقت وہ ناز کے انداز میں کہتے ہیں۔ کہ ہم نہیں مانگیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ خود بخود ان کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہی میں نے یہ واقعہ بھی سنا ہے۔ کہ ایک بزرگ تھے۔ ایک دفعہ ان پر ایسی حالت آئی۔ کہ وہ سخت مصیبت میں تھے۔ کسی نے ان سے کہا۔ کہ آپ دعا کیوں نہیں کرتے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ اگر میرا رب مجھے نہیں دینا چاہتا۔ تو میرا دعا کرنا گستاخی ہے۔ جب اس کی مرضی نہیں۔ تو میں کیوں مانگوں۔ اس صورت میں تو میں یہی کہوں گا۔ کہ مجھے نہ ملے۔ اور اگر وہ دینا چاہتا ہے۔ تو میرا مانگنا بے صبری ہے۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ دعا کرتے ہی نہیں۔ بلکہ کبھی کبھی کامل مومنوں پر ایسی کیفیات آتی ہیں۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ اچھا ہم مانگیں گے نہیں۔ اللہ تعالےٰ خود ہماری ضرورت کو پورا کرے گا۔ مگر یہ مقام یونہی حاصل نہیں ہوتا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ تم یونہی بیٹھے رہو۔ اپنے قلوب میں محبت پیدا نہ کرو۔ نمازوں میں خشوع خضوع پیدا نہ کرو۔ صدقہ وخیرات اور چندوں میں غفلت کرو۔ جھوٹ اور فریب سے کام لیتے رہو۔ اور پھر بھی اللہ تعالےٰ کے خاص فضل کے وارث ہو جاؤ۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

ابھی لاہور میں مجھے ایک بوہرہ صاحب ملنے آئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں۔ خدا تعالےٰ سے ملنے کی خواہش بھی ہے۔ مگر خدا تعالےٰ ملتا نہیں۔ میں نے کہا کہ خواہش کا تو پتہ نہیں۔ یہ تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر یہ بات ضرور ہے۔ کہ دودھ یا شہد کے لئے

پیالہ کی ضرورت

ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر پیالہ نہ ہو۔ تو اسے رکھا کہاں جائے گا۔ لیکن دودھ اور شہد کے بغیر پیالہ کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ آپ کے پاس پیالہ تو بے شک ہے۔ مگر دودھ یا شہد نہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ خالی پیالہ کوئی کیا کرے گا۔ دونوں چیزیں ضروری ہیں کئی دل درست نہیں ہوتے۔ اسلئے خدا تعالےٰ انہیں نہیں ملتا۔ کئی ایک جھوٹی قسم کی محبت تو رکھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملے ہوئے ظاہری احکام کی پیروی نہیں کرتے۔ انہیں بھی خدا تعالےٰ نہیں ملتا۔ پس خالی نماز روزہ کافی نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کو ملنے کے لئے

عاشقانہ قلبی کیفیت

کی ضرورت ہے۔ اور ایسے دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو تمام عذروں اور بہانوں سے خالی ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف جُھک جائے۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ ہمارے دل میں اخلاص موجود ہے۔ تو ظاہری احکام کی کیا ضرورت ہے۔ تو یہ بھی درست نہیں ظاہری احکام پر عمل بھی ضروری چیز ہے۔ میں نے کئی دفعہ پہلے بھی سُنایا ہے۔ کہ قاضی امیر حسین صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص صحابی تھے۔ احمدی ہونے سے قبل وہ کٹر وہابی تھے۔ اور اس وجہ سے کئی باتیں ظاہری آداب کی وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب حضور باہر تشریف لاتے۔ تو دوست کھڑے ہو جاتے تھے۔ قاضی صاحب مرحوم کا خیال تھا۔ کہ یہ جائز نہیں۔ بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرک ہے۔ اور اس بارہ میں ہمیشہ بحث کیا کرتے تھے۔ کہ اگر آج ہم میں ایسی باتیں موجود ہیں۔ تو آئندہ کیا ہوگا۔ وہ میرے استاد تھے۔ میری خلافت کا زمانہ آیا۔ تو ایک دفعہ میں باہر آیا۔ تو وہ اٹھ کھڑے ہوگئے۔ میں نے کہا۔ قاضی صاحب یہ تو آپ کے نزدیک شرک ہے۔ اس پر وہ ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے۔ کہ خیال تو میرا یہی ہے۔ مگر کیا کروں۔ رکا نہیں جاتا۔ اس وقت بغیر خیال کے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میں نے کہا بس یہی جواب ہے۔ آپ کے تمام اعتراضات کا۔ جہاں بناوٹ سے کوئی کھڑا ہو۔ تو یہ بے شک شرک ہے۔ مگر جب آدمی بے تاب ہو کر کھڑا ہو جائے۔ تو یہ شرک نہیں یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ بعض امور ایسے ہیں جنہیں تکلف اور بناوٹ شرک بنا دیتے ہیں۔ فرماتے تھے۔ اپنے ایک بھائی کی وفات پر حضرت عائشہؓ نے بے اختیار چیخ ماری۔ اور منہ پر ہاتھ مارے۔ کسی نے ان سے دریافت کیا۔ کہ کیا یہ جائز ہے آپ نے فرمایا

بے اختیاری میں ایسا ہو گیا

میں نے جان کر نہیں کیا۔ تو قاضی صاحب کی یہ بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ کہ یا تو وہ بحث کیا کرتے تھے۔ اور یا خود کھڑے ہو گئے۔ یہ قلبی حالت ہی اصل حالت ہے۔ جو بات بے ساختگی میں آپ ہی آپ ہو جائے۔ وہی اصلی نیکی ہے۔ اس سے نیچے جو نیکی ہے۔ وہ نیکی تو ہے۔ مگر سہارے کی محتاج ہے۔ اصل نیکی وہی ہے۔ جو آپ ہی آپ ہو۔ اور ارادہ سے بھی پہلے کام ہو جائے۔ بچوں کو دیکھو۔ وہ سوتے سوتے یوں منہ مارتے ہیں۔ کہ گویا دودھ پی رہے ہیں۔ یا بعض مائیں جن کے بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ وہ نیند میں اپنے پستان پکڑ کر اس طرح دودھ پلاتی ہیں۔ کہ گویا ان کا بچہ ساتھ سویا ہوا ہے۔ انہیں دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ طبعی محبت کیا ہے۔ اس میں کسی کوشش کا دخل نہیں ہوتا۔ اور یہی محبت اور تعلق ہے۔ جو سچی قربانی کراتا ہے۔ اور سچی قربانی ہی ہے۔ جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا پیارا بنا دیتی ہے۔ بعض جاہل اور ان پڑھ لوگ بھی اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو پالیتے ہیں۔ میں نے منشی اروڑا صاحب کا ذکر کیا ہے۔ وہ بالکل معمولی تعلیم رکھتے تھے۔ مگر انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص تھا۔ اور اسی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظروں میں انکی بڑی قدر تھی۔ ان کی کمئی علم کو دیکھکر ایک دفعہ لوگ ان کو مولوی ثناء اللہ صاحب کے لیکچر میں لے گئے۔ وہ تقریر کرتے رہے۔ اور یہ بیٹھے رہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ کچھ اثر ہوا۔ اگر نہیں ہوا۔ تو جواب دو۔ کہنے لگے۔ یہاں تو جواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے تو مرزا صاحب (علیہ السلام) کا منہ دیکھا ہوا ہے۔ کوئی خواہ سال بھر بیٹھا ان کے خلاف تقریریں کرتا رہے۔ میں تو ان سب کے جواب میں صرف یہی کہوں گا۔ کہ

وہ منہ جھوٹوں والا نہیں تھا

مجھ پر کسی تقریر کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں نے ان کو خود دیکھ لیا ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ سورج آپ اپنی سچائی کی دلیل ہوتا ہے۔ اس کے لئے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب کو دیکھنے کے بعد ان کی صداقت کے لئے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں سب تقریریں سنکر میں زیادہ سے زیادہ یہ کہوں گا۔ کہ تم بڑے لسّان ہو۔ باتیں خوب بنا لیتے ہو۔ مگر میں نے جب اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ لیا۔ تو کس طرح جھٹلا سکتا ہوں۔ تو جہاں دل میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص پایا جاتا ہو۔ وہاں وہ آپ ہی آپ ان لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہوا ہے۔ کہ ایک دفعہ غالباً ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بزرگ جو اہلبیت میں سے تھے۔ اور جن کا نام

موسیٰ رضا

تھا۔ اس بہانہ سے قید کر دئیے گئے۔ کہ ان کی وجہ سے فتنہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ ایک دفعہ آدھی رات کے وقت ایک شخص ان کے پاس قید خانہ رہائی کا حکم لے کر پہنچا۔ وہ بہت حیران ہوئے۔ کہ میں تو سیاسی قیدی تھا۔ پھر اس طرح میری فوری رہائی کس طرح ہو گئی۔ وہ بادشاہ سے ملے۔ تو اس سے پوچھا۔ کہ کیا بات ہے۔ کہ آپ نے مجھے اس طرح یکایک رہا کر دیا۔ اس نے کہا۔ کہ وجہ یہ ہوئی۔ کہ میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کسی نے آکر مجھے جگایا ہے۔ خواب ہی میں میری آنکھ کھلی۔ تو پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ کیا حکم ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہارون الرشید یہ کیا بات ہے۔ کہ تم آرام سے سو رہے ہو۔ اور

ہمارا بیٹا قید خانہ میں ہے

یہ سنکر مجھ پر ایسا رعب طاری ہوا۔ کہ اسی وقت رہائی کے احکام بھجوائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اس روز مجھے بھی قید خانہ میں بڑا کرب تھا۔ اس سے پہلے مجھے بھی کبھی رہائی کی خواہش نہ پیدا ہوئی تھی۔ تو ہم ایسے ہزاروں لاکھوں بیانوں کو کس طرح جھٹلا سکتے ہیں۔ اور ان کے ہوتے ہوئے خدا تعالیٰ کی قدرت کے متعلق کس طرح شبہ کر سکتے ہیں۔ وہ ضرور قادر ہے۔ مگر ہمیں چاہیئے کہ اسکی قدرت کو جنبش دینے والے اور اسکی رحمت کو اپنے اندر جذب کرنے والے بنیں۔

پس میں احباب کو پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ان اہم ایام کی قدر کرو۔ مصائب اور فتن پہلے سے زیادہ ہوں گے۔ اتنے ہی قرب الٰہی کے رستے نزدیک ہوں گے۔ اور میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دوست ایک طرف تو مالی طور پر قربانی کریں۔ اور دوسری طرف جسمانی لحاظ سے اور مکانوں کو دینے کے لحاظ سے بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ تم میں سے بیسیوں شریف الطبع ایسے ہوں گے۔ کہ گزشتہ سالوں میں پہلے تو انہوں نے چندہ دینے یا مکانات دینے میں بخل سے کام لیا ہوگا۔ مگر جلسہ کے ایام گزرنے کے بعد ان کے

دل میں ایک ٹیس

اٹھتی ہوگی۔ اور انہیں احساس ہوا ہوگا۔ کہ اگر ہم یہ معمولی سی قربانی کر دیتے۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ آخر یہ تین چار روز گزر ہی سکتے۔ میں مان نہیں سکتا۔ کہ تم میں سے جس سے کوتاہی ہوئی ہو۔ اور اس کے اندر شرافت موجود ہے۔ اس کے دل میں یہ درد نہ اٹھا ہو۔ ضرور اس کے دل میں بعد میں کرب پیدا ہوا ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لئے اپنی حسرتیں پوری کرنے کا آج پھر موقعہ ہے۔ اور میں انہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے پھر انہیں موقعہ دیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

اسی طرح میں بیرونی جماعتوں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ بوجھوں کی وجہ سے وہ کمزوری محسوس نہ کریں۔ اور اس وجہ سے یہاں آنے یا مالی بوجھ اٹھانے میں کوئی کمی نہ کریں۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اسے یہ دن دیکھنے نصیب ہوں گے۔ یا نہیں۔ اور اگر اس دفعہ ہوئے۔ تو آئندہ ہونگے یا نہیں۔ اسلئے جو اب حاصل کرنے کا جو موقعہ بھی انہیں ملا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اسی طرح قادیان کے لوگوں سے بھی یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ مالی لحاظ سے بھی

مکانات دینے کے لحاظ سے

بھی اور خدمات بجالانے کے لحاظ سے بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اسی طرح دوسری تحریکات میں بھی حصہ لیں۔ بے شک بوجھ زیادہ ہیں۔ مگر ہماری ہی کوتاہیوں کے نتیجہ میں یہ فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اور انہیں روکنے کا ذریعہ یہی ہے۔ کہ ہم زیادہ سے زیادہ قربانیاں کریں۔ اور باہر کے دوستوں سے بھی یہ کہتا ہوں۔ کہ ان کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ وہ ہوشیار ہو جائیں۔ اور اپنی کمریں کس لیں۔ اسوقت دنیا کی نگاہیں ہم پر پڑ رہی ہیں۔ اور لوگ دیکھ رہے ہیں۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کے سپاہی کیا قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اسلئے دوستوں کو

خدا تعالیٰ کے سپاہیوں جیسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔

اور یہ ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کا جذبہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ جو دنیوی سپاہی اپنے ملک کے لئے کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے یہ ثابت نہ کر دیا۔ کہ ان کے دلوں میں قربانی کا بے انتہا جذبہ موجود ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کی ہتک کرانیوالے ہوں گے۔ کیونکہ دنیا کہے گی۔ کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اتنی بھی قدر نہیں۔ جتنی جاپان جرمنی اور اٹلی کے سپاہیوں کے دلوں میں اپنے وطن کی قدر ہے۔ (الفضل)

چلتی گاڑی پر ہیجان خیز ڈاکہ

فیروز پور ۱۵ دسمبر۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فیروز پور کی بیٹی مس آوری سانڈرس کو چہار شنبہ کی شب کو جبکہ وہ ریل گاڑی میں فیروز پور سے لاہور تشریف لے جا رہی تھیں۔ ایک ہیجان خیز حادثہ سے دوچار ہونا پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سات بجے شام کا وقت تھا۔ اور گاڑی رکھانوالہ ریلوے اسٹیشن سے جب روانہ ہوئی۔ تو دو ڈاکو منہ اور سر پر کپڑا باندھے اور چہرہ چھپائے کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور مس سانڈرس سے نقدی کا مطالبہ کیا۔ اس پر مس سانڈرس نے خطرہ کی زنجیر کھینچنے کی کوشش کی۔ مگر وہ کام نہ کرتی تھی۔ اسلئے گاڑی بدستور چلتی رہی۔ ڈاکوؤں نے ہینڈ بیگ چھین کر مس سانڈرس کو چلتی گاڑی سے نیچے پھینک دیا۔ ایک پولیس کانسٹیبل قریب کے کسی ڈبے میں سفر کر رہا تھا۔ اس نے اسے گرتے دیکھا۔ اور خطرہ کی زنجیر کھینچ دی۔ مگر گاڑی نصف میل دور جا کر ٹھیری۔ ڈاکو گاڑی کے ٹھیرنے سے پیشتر کود کر کہیں غائب ہو چکے تھے۔ وہ اپنے ساتھ ہینڈ بیگ لے گئے۔ جس میں آٹھ سو روپے اور موتیوں کی ایک مالا تھی۔ مس سانڈرس گاڑی سے گرنے کے بعد واپس رکھانوالہ اسٹیشن پر پہنچی۔ اور اس انتظار میں ریل گاڑی بھی واپس آگئی۔ ڈاکوؤں کی جستجو میں پولیس نے تمام جھاڑیاں جلا ڈالیں۔ مگر کوئی سراغ نہ مل سکا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن!

جلسہ سالانہ میں شامل ہونیوالوں کے نام ایک پیغام

آؤ ہم ایک نئی زمین اور نیا آسمان تیار کریں

کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور ✻ اے مرے اہل وفا ست کبھی گام نہ ہو
خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو ✻ اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو
گامزن ہوگے رہِ صدق و صفا پر گر تم ✻ کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

(فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

مدت سے دنیا والے معبود حقیقی سے غافل ہو چکے تھے۔ بدر منیر انکی آنکھوں سے سامنے سے اوجھل ہو چکا تھا۔ سنسان اور تاریک جنگل پرندوں کے دلنواز نغموں سے خالی نظر آ رہے تھے۔ محدود العلم انسانوں کے نزدیک گویا اس کائنات عالم کا خالق کوئی نہ تھا۔

میں نے دیکھا۔ چند لوگ جن کے دل میں محبت الٰہی کی آگ سلگ رہی تھی۔ دربار خداوندی میں سربسجود ارض و سماء کے مالک سے یہ دعا کر رہے ہیں۔ کہ اے شہنشاہوں کے شہنشاہ اپنے بندوں کی دردمندانہ پکار سن! اور آسمان سے نور نازل کر۔ تا بھولا بھٹکا عالم جو مسافر کی حیثیت رکھتا ہے۔ منزل مقصود کو پاوے ہماری زبانوں میں ایسا اثر پیدا کر۔ کہ ہم تیری توحید کے وعظ کے ذریعہ دنیا کے بسنے والے لوگوں کے قلوب کو صیقل کر سکیں۔ ہماری راتیں انکی بہتری میں کٹتیں۔ اور دن تیری یاد میں گذرتے ہیں۔

اے ستاروں کی محفل۔ بتا تو سہی۔ کہ آیا عرش اعظم سے ہمارا رب آسمانی نور کو زمین پر نازل کر رہا ہے یا نہیں؟

تھوڑی ہی دیر میں ان لوگوں نے زمین سے سر اٹھا دمشق سے مشرق کی طرف جو نگاہ کی۔ تو ایک مینار کے پاس نیّر اعظم کو طلوع ہوتے دیکھا۔ غم و اندوہ کی گھڑیاں مسرت کی گھڑیوں میں بدل گئیں۔ اور مایوسی کا عالم جو ان پر طاری تھا۔ جاتا رہا۔

اب عباد الرحمٰن آسمانی بزرگ کے ارد گرد جمع ہو کر مثل پروانہ یوں گویا ہوئے۔ کہ اے شان و شوکت کے مالک۔ خدا کے محبوب ہمارے آقا رسول عربی کے غلام۔ مسیح پاک ہمارے مولیٰ نے تجھے دنیا کا ہادی بنا کر مبعوث فرمایا۔

پیارے سن! اگر تو ابر کرم بن کر نہ آتا۔ تو لاکھوں روحیں تڑپ تڑپ کر مر جاتیں۔ مدت سے دنیا تیری انتظار میں تھی۔ کہ کب آسمان سے شراب وحدت کا جام لے کر ساقی آتا ہے۔ اور میری پیاس بجھاتا ہے۔ تو ایسا محسن۔ کہ آتے ہی تو نے ندا دی۔ ؎

تشنہ بیٹھے ہو کنار جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

شراب وحدت پلانے کے بعد دنیا کا ہادی حلقہ نشیں احباب کو "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے کی تلقین کرتا اور اپنے آنے کا مقصد بتاتا ہے۔ ایمان والوں کے قلوب اسکی پیاری باتیں سن سن کر باغ باغ ہوئے جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے اللہ کے مسیح نے اپنا کلام بند کر دیا۔

مومن اپنے آقا (علیہ السلام) کے سامنے تصویر حیرت بن کر کھڑے ہو گئے۔ آقا نے باذن الٰہی اپنے کلام کو دوبارہ جاری فرماتے ہوئے فرمایا:۔ "خدا نے ارادہ کیا۔ کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بناوے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان اور نئی زمین۔ نئی زمین وہ پاک دل ہیں۔ جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ جو خدا سے ظاہر ہوئے۔ اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں۔ جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں۔" (کشتی نوح صلا)

پھر اس نے گذرے دنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا۔ کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں۔ اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا۔ کہ دیکھو۔ اب اس شخص نے خدائی کا دعوٰے کیا ہے۔ حالانکہ اس کشف سے مطلب یہ تھا۔ کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی کرے گا۔ کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے۔ اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے۔" (چشمہ مسیحی ص۳۵ حاشیہ)

خدا کے مسیح کی آواز کانوں تک پہنچنے کی دیر ہی تھی۔ کہ مومنوں کے قلوب خوشی سے بھر گئے اور وہ پکار اٹھے۔ کہ واللہ ہم اے جان جاناں تیری خاطر سب کچھ فدا کرنے کو تیار ہیں پیارے! تیرے جیسا مقدس انسان ساڑھے تیرہ سو سال کی تاریخ میں نہیں ملتا۔ ان میں سے ایک بزرگ نے جس کا نام نور الدین تھا کھڑے ہو کر اپنے آقا کی مدح میں بمع اپنے ساتھیوں کے ایک ایسا نعرہ لگایا۔ جس سے دشت و جبل گونج اٹھے۔

پیٹ پرست ملانوں اور خود غرض لیڈروں نے جو اپنی بڑائی کے طالب تھے۔ ایسے نعرہ کو ناپسند کیا۔ جس پر نور الدین اعظم نے فرمایا دشمن حق ہمیشہ خدا کے پیاروں کی تعریف و توصیف کے گیت سنکر ناخوش ہی ہوتا ہے۔ اسے ہونے دو۔ آؤ ہم اپنے آقا پر اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔ تا نعمائے الٰہی کے وارث ہوں۔

ایک اور بزرگ شہزادہ عبد اللطیف نامی آگے بڑھے۔ اور کابل کی سنگلاخ زمین میں پیغام حق پہنچانے کی خاطر چل دیئے۔ آہ! ظالم ملانوں نے اس بزرگ کو مرتد قرار دے کر بادشاہ کابل کو اکسایا۔ اور کہا۔ کہ یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج اور حکومت وقت کا باغی ہے۔ اسلئے واجب القتل ہے۔ اس پر بغیر سوچے سمجھے بادشاہ کابل امیر حبیب اللہ خاں نامی نے محض ملانوں کے اکسانے پر اس بزرگ کو سنگسار کر دیا۔ اور کابل کی زمین ہمیشہ کے لئے خدا کی قہری تجلیوں کی آماجگاہ بن گئی۔

اے خدا کے مسیح کے شیدائی اور میرے واجب الاحترام بزرگ شہزادہ عبد اللطیف تیرا نام میرا خدا ابد الآباد تک قائم رکھے گا۔ اور تیری نسل پر آسمانی برکتوں کے دروازے وقتاً فوقتاً کھلے رہیں گے۔ (انشاء اللہ) اور آئندہ آنے والی نسلیں تجھ پر کثرت سے سلام اور درود بھیجا کریں گی۔ کیونکہ تو ہمارے خدا کے صادق مسیح کا صادق عاشق تھا (آمین)

دنیا والو! یہ تو تھا ایک بزرگ کا واقعہ جس نے اپنی جان تک کی بھی پروا نہ کی۔ مگر تمہیں یاد رہے۔ کہ اس بزرگ کے نقش قدم پر چلنے والے کئی اور وجود بھی تھے۔ جنہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن کا تذکرہ انشاء اللہ تاریخ احمدیت میں جلی حروف سے کیا جائیگا۔

چونکہ دور حاضرہ کا نبی میرا آقا توحید کا منادِ عظیم بن کر آیا تھا۔ اسلئے جب وہ مخلوق کو تثلیث اور دیگر شرکوں کی پیروی کرتے دیکھتا۔ تو اس کے سینہ میں ایک ولولہ اور جوش اٹھتا۔ اور وہ سجدہ میں گر جاتا۔ اور اپنے مولیٰ سے یہ دعا کرتا۔ کہ اے اللہ تیری مخلوق میں سے اکثر لوگ تجھ سے منہ موڑ کر تثلیث اور دیگر شرکوں میں مبتلا ہو چکے ہوئے ہیں۔ تو ان کی آنکھیں کھول۔ تا وہ تیرے آستانۂ الوہیت پہ اپنا سر جھکائیں۔ اور تیرے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھیں

ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ جب وہ سجدہ میں گر کر اسی قسم کی دعا کر رہا تھا۔ تو فلک نے ندا دی کہ اے خدا کے پیارے۔ کیوں اسقدر تجھے مخلوق کی ہمدردی لاحق ہے۔ خدا تیرے مقصد میں تجھے ضرور کامیاب کرے گا۔ مغرب کی طرف نگاہ کر اور اپنے مولیٰ کی قدرت کا ادنےٰ کرشمہ دیکھ: ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

اب تو خدا کے محبوب کی جان میں جان آ گئی۔ اور فرمانے لگا۔ ؎

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذو المنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
تیرے کاموں پہ مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھکو دی ہے خلعت قرب و جوار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر اسی خوشی میں کہنے لگا۔

دہریت! تیرا خاتمہ ہونے والا ہے۔ اے یورپ عیش وعشرت کے دن گئے۔ تجھ میں بسنے والے لوگ اب تثلیث اور دیگر شرکوں کو چھوڑ کر توحیدی نغموں میں دن رات محو ہوں گے۔ کیونکہ:

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے۔ جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔" (الوصیت)

اس مندرجہ بالا مقصدِ عظیمہ کو بیان کرکے دو تین برس کے بعد دنیا کا ہادی اس جہاں سے چل بسا۔ فرزندانِ تاریکی کے گھر شادیانے بجنے لگے۔ ملّانے تو اس لئے خوش تھے۔ کہ شکر ہے۔ وہ شخص جو ہمیں راستی کے پیغام اور شریعت اسلامیہ کی صحیح صحیح تعلیم کی طرف بلاتا تھا۔ اس جہاں سے کوچ کرچکا۔ اب ہم دوبارہ جمعرات کی روٹیاں لے کر اور دیگر ناجائز دعوتوں میں شمولیت اختیار کرکے شکم پروری کریں گے۔ اور عیسائی لوگ اسلئے خوش تھے۔ کہ ہم ازسرِ نو یسوع کی الوہیت کا ڈھنڈورا دنیا بھر میں پیٹا کرینگے۔ اب ہمیں کوئی روکنے والا نہیں۔ دیانندی جماعتیں بھی پھولا نہ سماتے تھے۔ اور دل میں ٹھان بیٹھے تھے۔ کہ اب تو "اوم" کا جھنڈا مکہ اور مدینہ کی مقدس زمینوں میں گاڑنا کوئی مشکل کام نہیں۔

مگر انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ خدا اپنے پیاروں کو ان کے مقصد میں جس کو کہ وہ لے کر آتے ہیں۔ کامیاب کرتا ہے۔ اس نے اپنے مسیح کی وفات کے بعد نور الدین اعظم کو چُنا۔ اور اسے تاجِ خلافت سے سرفراز فرما کر دشمن کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کر دکھایا۔ تا خدا کے مقدس مسیح کا یہ کہنا صادق ہو۔ ؎

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

اور ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

اب جبکہ نور الدین اعظم کو تختِ خلافت پر بیٹھے چھ سال کا عرصہ ہوگیا۔ تو کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ خداوندی ارشاد کے مطابق آپ بھی اس جہان سے رحلت فرماگئے۔ انا لِلّٰہ وَانا الیہ راجعون۔

اب کی دفعہ اللہ تعالےٰ نے اس مقدس وجود کو منتخب کیا۔ جس کا انتخاب مہدی دوراں کی الہامی بشارات میں پایا جاتا تھا۔ یعنی حضرتِ محمود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز یہ وہی "فضل عمر" ہے جس کے عہدِ خلافت میں اکثر الہامی نوشتوں کا پورا ہونا مقدر ہوچکا ہے۔

پس اے محترم بزرگو اور بھائیوں۔ بہنوں اور ماؤں! اب جبکہ تم میں سے اکثر اپنے آقا کی مقدس بستی قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضر ہونے والے ہیں۔ تو آؤ ہم سب مل کر اپنے آقا کے لختِ جگر۔ خلیفۂ برحق حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ اور اپنے مولیٰ کے حضور یہ عہد کرکے اٹھیں۔ کہ ہم بفضلہٖ تعالےٰ اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنے عزیز واقرباء غرض سب کچھ خدا کی توحید کے پھیلانے پر ہی قربان کردیں گے۔ اور دعا کریں۔ کہ اے مولیٰ تو ہمارے ارادوں میں برکت ڈال ہماری امیدوں کو پورا کر۔ ہماری کمزوریوں کو معاف فرما۔

اور ہمارے پیارے امام کا سایہ تاقیامت ہمارے سروں پر رکھ۔ تاہم ایک نئی زمین اور نیا آسمان تیار کرسکیں۔ اللّٰھُمَّ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الحمدُ للّٰہ ربّ العالمین

(خواجہ خورشید احمدؐ مجاہد سیالکوٹی۔ ممبر مجلس خدام الاحمدیہ دار البرکات قادیان

مسٹر جناح کو سبھاش بابو کا جواب

واردھا۔ ۱۵ر دسمبر فرقہ وار مسائل کے حل کرنے کے سلسلے میں کانگرس اور مسلم لیگ کی خط وکتابت کامیاب نہیں ہوسکی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مسٹر ایم۔ اے جناح پریذیڈنٹ آل انڈیا مسلم لیگ نے ۱۰ر اکتوبر کو مسٹر سبھاش چندر بوس کے نام ایک مکتوب ارسال کیا تھا جسے سبھاش بابو نے کانگرس ورکنگ کمیٹی کے پیش کردیا تھا۔ سبھاش بابو نے مسٹر جناح کو جواب دیتے ہوئے افسوس ظاہر کیا ہے۔ کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی ہندو مسلم سمجھوتہ سے متعلق آپکے پیش کردہ اصول سے متفق نہیں ہے

تبلیغی رپورٹ صیغہ تحریک جدید

ملایا سٹریٹ میں تبلیغ احمدیت

مدت سے میرا ارادہ تھا۔ کہ سنگاپور سے باہر جاکر ملایا سٹریٹس کے باقی علاقہ کے حالات بھی معلوم کروں۔ اور دیکھوں۔ کہ اس ملک کی مذہبی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور عام دنیوی حالت کیسی ہے۔ سو الحمد للّٰہ کہ میری یہ مراد بھی اللہ تعالےٰ نے ایک حد تک پوری فرمائی۔ کیونکہ ماہ ستمبر کے آخر میں خاکسار سنگاپور سے روانہ ہوکر نومبر کے آخر تک قریباً دو ماہ تک اس سفر کو پورا کرکے واپس آیا ہے۔ اگرچہ ابھی تک تمام ملایا سٹریٹس کا دَورہ تو نہیں کرسکا۔ وہ آئندہ انشاء اللہ العزیز کسی دوسرے موقع پر بتوفیق الٰہی کرنے کی کوشش کروں گا۔ مگر فی الحال ریاست جوہر۔ ریاست نگری سمبلین اور ریاست ملانگور۔ نیز ملاکہ جو برٹش علاقہ ہے۔ تک پہنچا ہوں۔ چونکہ ملائی قوم شہروں میں رہنے کی نسبت جنگلوں میں رہنے کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ اسلیئے میں نے یہ سفر بھی زیادہ تر پیدل ہی کیا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی طرز رہائش ہندوستان کی طرح نہیں ہے۔ جو ایک گاؤں کی صورت میں ایک جگہ اکٹھے رہائش رکھتے ہوں۔ بلکہ عموماً یہ سڑک کے کنارے پر علیحدہ علیحدہ مکان بنا لیتے ہیں۔ اور ساری سڑک پر آباد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور مکان بھی کافی فاصلہ پر ہوتے ہیں۔

اگرچہ تمام ملایا سٹریٹس کا علاقہ اسلامی علاقہ ہے۔ اور ریاستوں کے سلطان (نواب) بھی تمام مسلمان ہی ہیں۔ مگر اسلامی علوم اور تمدن کا بہت کم رواج ہے۔ ریاستوں کے اختیارات مذہبی لحاظ سے کل طور پر قاضیوں کو حاصل ہیں۔ اور قاضی ہی سیاہ وسفید کے مالک ہیں۔ بغیر قاضی کی اجازت اور تصدیق شدہ سرٹیفیکیٹ کے کوئی وعظ ونصیحت یا کوئی مسئلہ نہیں کرسکتا۔ اور وہ سارٹیفیکیٹ بھی سوائے شافعی المذہب کے دوسرے کو مل نہیں سکتا۔ قاضیوں کی ایسی سینہ زوری اور جبر کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جہالت عام ہے۔ اور یہ جہالت صرف عوام تک ہی محدود نہیں۔ مسجدوں کے امام اور عربی سکولوں کے عربی پڑھانے والے عالم قرآن کریم کی ایک آیت کا بھی ترجمہ نہیں کرسکتے۔ بلکہ ترجمہ کرنا گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قرآن کریم کا ترجمہ سوائے عربی کے کسی غیر ملکی زبان میں کرنا جرم ہے۔ عموماً یہاں کے عالموں کی علمیت فقہ شافعیہ کی ایک دو کتب پر ہی ہوتی ہے۔ وہ بھی پکی روٹی میں ملائی زبان میں ترجمہ شدہ ہیں۔ اور اس کے علاوہ نہ ان کو عربی سے مس ہوتی ہے۔ نہ قرآن مجید میں غور وتدبر کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ بلکہ عالم لوگ علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ مفسرین تو پہلے گذر چکے ہیں۔ آج کسی کو حق نہیں۔ کہ قرآن مجید کی تفسیر کرے۔ اور ہماری یہ فقہ درحقیقت قرآن مجید کی صحیح تفسیر اور خلاصہ ہے۔ ہم لوگوں کو یہی پڑھنا چاہیئے۔ اس میں قرآن کریم کے سب علوم آگئے ہیں۔ غالباً اسی جہالت کا نتیجہ ہے۔ کہ اس ملک میں کوئی دوسرا فرقہ بھی قائم نہیں ہوسکا۔ جاوا اور سماٹرا کی ہی قوموں نے یہاں آکر وہاں فرقہ کی اشاعت کرنی چاہی۔ مگر جب معلوم ہؤا۔ تو قاضیوں کے حکم سے ان کو نکال دیا گیا۔ اس قوم کی عام حالت بھی دنیا کی تمام دوسری قوموں سے بہت پیچھے ہے۔ تعلیم میں یہ قوم کسی شمار میں ہی نہیں ہے۔ اور آج تک اس کو تعلیم کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوئی۔ کوئی وکیل ڈاکٹر۔ انجینئر یا کسی معزز پیشہ کا شخص اس قوم سے سننے میں نہیں آیا۔ قریباً دو سال سے سنگاپور یونیورسٹی کے انعقاد پر بحث چلی آرہی ہے۔ جس میں ملائیوں کی طرف سے سخت مخالفت ہے۔ کہ یونیورسٹی کبھی نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے فائدہ اٹھانے والے چینا قوم اور ہندوستانی ہوں گے۔ ملائی قوم بوجہ عدم تعلیم کے اس سے مستفید نہیں ہوسکتی۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کی ملازمتوں میں غیر اقوام بھری پڑی ہیں۔ ریلوے اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی میں سب مدراسی اور سیلونی لوگ ہیں۔ یہی ہسپتالوں کا حال ہے۔ ان میں بھی یہی لوگ ہیں۔ پولیس میں زیادہ تر پنجابی ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر انگریز ہیں ابھی کچھ کچھ ملائی بھی پولیس میں بھرتی کئے جاتے ہیں۔ مگر وہ بھی اپنی نااہلیت اور ناقابلیت کی وجہ سے آئے دن کاٹے جاتے ہیں۔ بینکوں۔ جہاز کمپنیوں اور دیگر اداروں میں عموماً چینا لوگ کلرک ہیں۔ میونسپل کمیٹی اور ڈاکخانہ میں چینی انڈین بھرے ہوئے۔ ملائی کوئی ہوگا۔ وہ بھی ڈاکخانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا میونسپل کمیٹی میں۔ تمام چپڑاسی سب ملائی لوگ ہیں۔ ریاستوں میں بعض معزز عہدوں پر ملائی لوگ ہیں۔ مگر وہ عموماً شاہی خاندانوں کے ہی افراد ہیں۔ الاماشاء اللہ۔ بہت کم دوسرے ہیں۔ تجارت میں اس قوم کا نمبر صفر ہے۔ پنانگ سے سنگاپور تک کوئی شخص اس قوم میں سے تاجر نہیں ملے گا۔ بلکہ تجارت کلی طور پر چینا قوم کے ہاتھ میں ہوگی۔ دراصل آباد بھی ملک کو چینوں نے ہی کیا ہے۔ اس ملک کی پیداوار عموماً دو قسم کی ہے۔ جس پر سارے ملک کا انحصار ہے۔ ایک ربڑ۔ اور دوسری دھاتیں۔ ان دونوں چیزوں سے فائدہ اٹھانے والے بھی غیر ملکی لوگ ہیں۔ اصل باشندوں نے ان چیزوں سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ربڑ سے تو عموماً فائدہ اٹھانے والے انگریز اور چینا لوگ ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے زمینیں لے کر ہزاروں ایکڑوں میں ربڑ لگا دئے ہیں۔ اور نوابوں کی طرح جاگیریں بنا کر لاکھوں روپیہ سالانہ کماتے ہیں۔ مگر ان باغوں میں ربڑ کا دودھ نکالنے والے قلی ملائی لوگ یا مدراسی لوگ ہیں۔ ملائی لوگ اگر اپنا ربڑ کا باغ لگائیں۔ تو پانچ دس ایکڑ سے زیادہ نہ ہوگا۔ ایک سو ایکڑ والا شاذ۔ یہی حال دھاتوں کی کانوں کا ہے۔ وہ بھی دوسری قوموں کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور زیادہ تر جاپانی اور چینا لوگ ان دھاتوں والی زمینوں کو معمولی داموں پر خرید کر کان کنی کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ جاپان لوہا اس ملک سے مہیا کرتا ہے۔ اور وہ بھی لیتا بھی عموماً لوہے وغیرہ کے کانوں کو ہے۔

مذہبی لحاظ سے ایک یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مسجدیں بکثرت دیکھنے میں آتی ہیں۔ اور بعض جگہ نہایت عالیشان مسجدیں ہیں۔ مگر حالت عموماً ابتر ہے۔ ریاستوں میں "حکماً" ہر شخص کو جمعہ کے دن حاضر ہونا ضروری ہے اگر ایک جمعہ کسی معذوری کی وجہ سے نہیں آسکا تو دوسرے جمعہ اسکو ضرور حاضر ہونا ہوگا۔ ورنہ مجرم سمجھا جائے گا۔ اور جرمانہ کا مستحق ہوگا۔ مگر یہ سب کچھ فضول ہے۔ کیونکہ وہ نماز جو "حکماً" اور جبراً چٹی کی طرح پڑھائی جاوے اور وہ بھی ہفتہ میں ایک بار۔ تو وہ کوئی مفید نتائج پیدا نہ کرے گی۔ جب باقی دنوں اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اور یہاں عموماً یہ حالت ہے۔ کہ لوگ دوسری نمازوں کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ اور جو معدودے چند پڑھتے بھی ہیں۔ وہ بھی برائے نام کیونکہ سنت کی نماز وہ بھی ادا نہیں کرتے۔ میں نے آج تک کوئی ملائی ایسا نہیں دیکھا۔ جو باوجود نماز فرض پڑھنے کے سنت کی نماز اس کے ساتھ ادا کرتا ہو۔ سنت کی نماز ان کے نزدیک ایک زائد چیز ہے۔ جو نہ پڑھی جاوے۔ تو گناہ نہیں۔ لہٰذا ضرورت پڑھنے کی بھی نہیں۔ مگر یہ اُن ملائیوں کا ذکر ہے۔ جو احمدی نہیں۔ جو احمدی ہو گئے ہیں۔ وہ نہ صرف سنت کی نماز باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ بلکہ بتوفیق الٰہی حتی المقدور نماز تہجد بھی ادا کرتے ہیں۔ بلکہ اگر وہ کسی کو تبلیغ کرتے ہیں۔ تو اس شخص کے سوال کرنے پر کہ جب ہم میں اور تم میں عقائد نے مان لیا ہے۔ اور ہم نے ابھی نہیں مانا۔ تو احمدی اسکو بڑے زور سے یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ ہم میں اور تم میں سنت کی نماز کا بھی فرق ہے۔ تم سنت ادا نہیں کرتے۔ لیکن ہم ادا کرتے ہیں۔ اور ہم اس کے بغیر نماز ادھوری خیال کرتے ہیں۔

مسجد کی صفائی کا اگرچہ بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ مگر سگریٹ۔ بیڑی۔ پائپ۔ چرٹ وغیرہ کا استعمال مسجد کے اندر بالکل معمولی بات ہے۔ سب چھوٹے۔ بڑے۔ امیر۔ غریب۔ عالم و جاہل مسجد میں بیٹھ کر بے تکلف "گپیں ہانکتے" ہوئے سگریٹ وغیرہ پیتے جاتے ہیں۔ اور کبھی یہ بات خاطر میں لانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ کہ یہ بدبودار چیز ہے۔ اور اس سے مسجد کی ہوا بدبودار ہو کر دوسروں کے لئے باعث تکلیف ہوگی۔ نیز رسول کریمؐ نے بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جانے سے روکا ہے۔ پھر ہم کیوں مسجد میں بیٹھ کر یہ ناپاک اور گندی چیز استعمال کریں۔

یہ تو اس ملک کے مسلمانوں کے عام حالات ہیں۔ مگر میرا سفر تبلیغی مقاصد کے ماتحت تھا۔ اسلئے میں عموماً اپنے مقصد کے مطابق ایسے لوگوں سے ملنے کی کوشش کرتا تھا۔ جو صاحب وقار۔ معزز اور قوم میں نامور مذہب کے ساتھ لگاؤ رکھنے والے اور زمانہ کے عام حالات پر نظر پھیر کر غور کرنے والے نیز اپنے نفع و نقصان کو سمجھ لینے والے تھے۔ اسلئے میں نے اپنے اس سفر میں موقع اور محل کے مناسب حال چار طرح سے تبلیغ کے ذرائع سوچے تھے۔ ایک بذریعہ اشتہار دوسرے بذریعہ ملاقات۔ تیسرے بذریعہ کتب۔ چوتھے بذریعہ لیکچر۔

چنانچہ سنگاپور سے روانہ ہوتے ہوئے بہت سے اشتہار اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ جو ہر جگہ جہاں جاتا۔ تقسیم کرتا جاتا تھا۔ تاکہ اس سے عوام میں تبلیغ ہو سکے۔ ان میں ایک قسم کا اشتہار اس عنوان کا بھی تھا۔ "ایک ہزار روپے کا انعامی اشتہار" جو ورت ملایا کے جواب میں شائع کیا گیا تھا۔ جو یہاں کا سب سے بڑا اور مشہور اخبار ہے۔ اس میں اس اخبار ورت ملایا کے ایڈیٹر اور تمام علماء کے نام چیلنج تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ معنے لفظ "توفی" کے خلاف لانے والے کو ایک ہزار روپیہ دیا جاوے گا۔ نیز اس اشتہار میں کچھ عقائد بھی بیان کئے گئے تھے۔ اس اشتہار کا اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہر جگہ بہت اچھا اثر تھا۔ اور عام چرچا تھا۔ کہ ان اشتہار کا جواب کوئی نہیں دے سکتا۔ یہ اشتہار ان تینوں ریاستوں اور ملاکہ میں تقسیم کیا گیا۔

دوسرا ذریعہ ملاقات کے ذریعہ تبلیغ کرنے کا تھا۔ سو ملاقات میں عموماً ایسے ہی لوگوں سے ملنے کی کوشش کی۔ جو مفید ہوں۔ سو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے بعض نہایت سمجھدار لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان میں ایک شخص جس کا نام یوسف تھا۔ یہ شخص بڑی شخصیت والا ہے۔ اور حکومت کی طرف سے ایک معزز عہدے پر فائز ہے۔ علاوہ اس کے خود بھی اچھی جائداد کا مالک ہے۔ یہ صاحب مذہب سے اچھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اگرچہ ابتدا میں جب اس نے احمدیت کے متعلق سُنا۔ تو اس نے اعتراضات بھی کئے۔ مگر ان اعتراضوں کے تسلی بخش جوابات پا کر تسلیم بھی کر لیتا رہا ہے۔ اور اس نے بتایا۔ کہ اس نے ہماری طرف سے نکلنے والے اشتہارات اور اخبار "ورت ملایا" کے جوابات بھی اچھی طرح پڑھے۔ اور اس کا ارادہ بھی سنگاپور میں آکر تحقیقات کرنے کا تھا۔ مگر پھر مولویوں کی اس شدت کی مخالفت کی وجہ سے خیال کر لیا۔ کہ یہ مخالفت حقیقت اور صداقت پر ہی مبنی ہوگی۔ اسلئے کوئی ضرورت مزید تحقیق کی نہیں ہے۔ مگر اب مجھکو معلوم ہوا ہے کہ مولوی لوگ تو محض ایک دوسرے کو دیکھ کر اور ایک دوسرے سے شور سُن کر بغیر کسی ذاتی واقفیت کے شور مچا رہے ہیں۔ جس طرح کُتّے ایک دوسرے کا شور سُن کر بھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس نے باقاعدہ تحقیقات کے لئے سنگاپور آنے کا بھی وعدہ کیا۔ یہ بورت ۔۔۔ کو عشاء کے بعد اسی کے مکان پر نوجوانوں کا ایک طبقہ آ گیا۔ اور انہوں نے سلسلہ کے حالات سننے کی خواہش ظاہر کی۔ اس طرح اسجگہ ایک تقریر کرنے کا بھی موقع مل گیا۔ میں نے موجودہ مسلمانوں سے جماعت احمدیہ کو جو امتیازی فوقیت حاصل ہے۔ بیان کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور ضرورت کے متعلق بھی ان کو سمجھایا۔ ان نوجوانوں کو اس قدر دلچسپی ہوگئی۔ کہ رات کے تین بجے تک بیٹھے مختلف مسائل پوچھتے رہے۔

ایک جگہ ایک قاضی سے ملاقات ہوئی۔ قاضی صاحب اچھے خلیق آدمی تھے۔ مصر کے تعلیم یافتہ تھے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ احمدیت کے متعلق انہوں نے مصر میں اپنے ایک استاد سے کچھ حالات سُنے تھے۔ مگر وہ حالات ایسے نہ تھے۔ جس سے پوری واقفیت ہو سکے۔ اس لئے آپ مجھے تحریکِ احمدیت کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پورے حالات بتائیں۔ پیدائش سے لے کر آخری عمر تک اسکو سب کچھ بتایا۔ اور حضور کے دعاوی اور ضرورت کے متعلق بھی اسکو بتایا۔ مگر وہ جلد ہی گھبرا کر اور موجودہ مسلمانوں میں اختلاف کو آڑ بنا کر کہنے لگے۔ ہم کو چاہیئے۔ کہ ان درمیانی اختلافوں کو مٹا کر ایک ہو جاویں۔ اسلام کو ان اختلافات سے سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ قاضی صاحب حضرت مسیح موعودؑ تو اسی اختلاف کو مٹانے کے لئے آئے تھے۔ اور بغیر آپ کے آج اس اختلاف کو مٹانا ناممکن ہے۔ کیونکہ اختلاف کا باعث تو درحقیقت عالم لوگ ہیں۔ اب عالم لوگ جو اس اختلاف کا اصل باعث ہیں۔ وہ کس طرح اسکو مٹا سکتے ہیں۔ مٹانے والا کم از کم ان عالموں سے زیادہ قوت۔ طاقت علم۔ رعب اور روحانیت میں ہونا چاہیئے۔ سو اسی اختلاف کو مٹانے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام مہدی آوے گا۔ سو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان شدہ نشانات کے مطابق وہ امام مہدی اور مسیح موعود تشریف لے آئے ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ اس اختلاف کو اصولی لحاظ سے مٹا دیا گیا ہے۔ اور عملی لحاظ سے دن بدن جماعت احمدیہ دوسری تمام جماعتوں پر غلبہ حاصل کر رہی ہے۔ اور ہر ملک میں حضور کے خدام اسلام کی اشاعت کر کے اسلام کو ترقی دے رہے ہیں۔ اور دیگر مذاہب کو بھی احمدیت کے مقابلہ میں شکست فاش ہو رہی ہے